ہفت روزہ

# خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ⊙ لاہور

ہدیہ چار آنے

# دستورِ قرآنی

لال دین اخگر

رسولِ پاکؐ کا دستور کیا تھا روحِ قرآں تھا ۔۔۔ جو اس آئین پہ چلتا تھا وہی پکا مسلماں تھا
اسی قرآن میں ہیں اسوۂ حسنہ کی تفسیریں ۔۔۔ اسی میں پاؤ گے تم زندگی کی ساری تعبیریں
صداقت بھی اسی میں ہے عدالت بھی شجاعت بھی ۔۔۔ سیاست بھی امامت بھی زمانے کی قیادت بھی
اسی دستور کو صدیقِ اکبرؓ نے چلایا تھا ۔۔۔ اسی کے سامنے فاروقؓ نے سر کو جھکایا تھا
یہی قرآں کھلا تھا جب غنیؓ نے سر کٹایا تھا ۔۔۔ علیِ مرتضیٰؓ نے اِس کو سینے سے لگایا تھا
اسی قرآں سے خوابیدہ رُوح بیدار ہوتی ہے ۔۔۔ جہادِ زندگانی کے لئے تیار ہوتی ہے
نہ دیکھو گے کبھی تم امتیازِ رنگ و بو اس میں ۔۔۔ مساوات و اخوت پاؤ گے ہر چار سُو اس میں
یہی قرآں حقوق اللہ کی تشریح کرتا ہے ۔۔۔ اطاعت کرنے والوں کے مقدر کو بدلتا ہے
اسی پیغام میں ہیں ولولے آفاق گیری کے ۔۔۔ یہاں اسباق ہیں تیرے لئے روشن ضمیری کے
شبانہ روز تیری زندگی کا ترجماں ہے یہ ۔۔۔ یقیں کر لے کہ سب نوعِ بشر کا پاسباں ہے یہ
حکومت کے طلب گارو! یہ پیغامِ حکومت ہے ۔۔۔ انہی اوراق میں پوشیدہ سامانِ امامت ہے

فضائیں ملکِ پاکستاں کی نور افشاں نظر آئیں
الٰہی تیرے بندے تیرے قرآں کو جو اپنائیں

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد (۶) جمعۃ المبارک ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء شمارہ (۲)

# پاکستان کا آئین

ایک زمانہ تھا کہ ہمارے وطن عزیز پر انگریزوں کا تسلط تھا۔ جس کی گرفت ۱۹۱۹ء سے مسلسل ڈھیلی پڑتی گئی۔ ملک میں اصلاحات نافذ ہوئیں، کونسلیں قائم ہوئیں، قانون سازی کے اختیارات ملے، جو تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد عوام کی بیداری کے ساتھ ساتھ بڑھتے چلے گئے، نامزد ممبروں کی جگہ قوم کے منتخب کردہ ممبروں نے لے لی۔ مگر سابق صوبہ سرحد عرصہ تک سرزمین بے آئین کہلاتا رہا۔ اس لئے کہ وہاں کوئی کونسل نہ تھی۔ چیف کمشنر صاحب واحد حکمران ہوتے۔ قربانی ہمیشہ رنگ لاتی ہے۔ سرحد میں تحریک آزادی کے شروع ہوتے ہی اس صوبہ کو بھی آئین عطا ہوا۔ انتخابات ہوئے کونسل بنی، قومی وزارت قائم ہوئی۔

انگریزوں کے جانے کے بعد چاہیئے تو یہ تھا کہ پاکستان آئینی ترقی کرتے ہوئے بہت جلد اپنے تاسیسی مقاصد سے ہمکنار ہو جاتا، یہاں اسلامی تہذیب و ثقافت کا دور دورہ ہوتا۔ اسلامی شریعت جاری ہوتی اور یہ مملکت عالم اسلام کے لئے بہترین نمونہ عمل بن جاتی۔ یہی تصور تحریک پاکستان کا بنیادی سبب تھا۔ مگر افسوس کہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ مرحوم لیاقت علیخاں اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی ملی جلی کوششوں سے قرار داد مقاصد پاس ہوئی۔ مگر وہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ دفن بھی ہو گئی۔ بعد کے ارباب اقتدار جنگ اقتدار میں مصروف ہو کر اسلامی اقدار ہی سے دور جا پڑے۔ اور یہ ملک کا ملک سرزمین بے آئین بن گیا یعنی مسلسل دس سال تک پاکستان کا کوئی دستور نہ تھا۔ عہد فرنگی کے ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء کی لعنت ملک پہ سوار تھی بلکہ بقول سابق ممبر مرکزی اسمبلی مسٹر ہاشم گزدر کابینہ میں بعض ایسے ناپاک ارکان بھی شامل تھے۔ جو ہر اسلامی تجویز کو رد کروا دیتے تھے۔ ملک میں اس بے آئینی اور بے دینی سے طرح طرح کے طوفان اُٹھے۔ جن سے اہل ملک کا ایسا ہی حال بن گیا جو سیلاب آجانے کے بعد دیہات کا ہو جاتا ہے۔

خدا خدا کر کے ۱۹۵۶ء میں ایک دستور مرتب کیا گیا۔ مگر اس میں اسلام کا نام ہی نام تھا۔ اسلام نہ تھا۔ بیشک اقتدار اعلیٰ خدائے برتر کے لئے مانا گیا تھا۔ مگر آخری فیصلے کا حق اسمبلی کی اکثریت کو حاصل تھا اس میں مملکت کے لئے خوشنما راہنما اصول تھے مگر ان کو کوئی قانونی پوزیشن حاصل نہ تھی۔ بُرا ہو اندھی تقلید کا۔ یورپ سے شخصی آزادی کے خوشنما الفاظ میں ہر گمراہی اختیار کرنے کی وباء عام نے مسلمانوں کے دل و دماغ کو بھی ماؤف کر دیا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر بھی اسلامی اصول و احکام کے اعلان و بیان سے شرماتے اور ان پر عمل کرنے سے کتراتے ہیں۔ یوں تو زیادہ بدنام روس ہے کہ مذہب وہاں صرف انفرادی چیز ہے۔ مگر عملاً باقی دنیا بلکہ خود مسلمان کہلانے والے بھی اسلام کو اجتماعی زندگی پر لاگو کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور شخصی آزادی کے نام سے مسلمان کہلانے والے ہر مسلمان کو تبدیل مذہب کی اجازت دیتے ہیں حالانکہ ارتداد سے بڑھ کر نہ کوئی جرم ہو سکتا ہے نہ ملک و ملت کے لئے کوئی خطرہ۔

یہی حال ۱۹۵۶ء کے دستور کا تھا۔ پھر اس دستور کے برائے نام اسلامی حصہ پر عمل کرنے کی راہ میں بھی اس وقت کے صدر نے پیچ در پیچ مشکلات کا جال بچھا دیا۔ اللہ تعالیٰ سے فریب کرنا اپنے ساتھ فریب کرنا ہوتا ہے (وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ)

بہر حال اکتوبر ۱۹۵۸ء میں نہ وہ ارباب اقتدار رہے اور نہ ان کا آئین ~

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

تیرہ سال پورے ہو گئے لیکن ہمارا کوئی آئین نہیں۔ اگر ہم سچے مسلمان ہوتے تو ہمارا آئین روز اول سے بلکہ روز ازل سے تیار ہے۔ جسے قرآن مبین کہتے ہیں اور جس پر چل کر مسلم قوم دنیا میں پیشقدمی کرتی چلی گئی تھی۔

آئین کی بحث آتی ہے تو ہماری گردنیں پڑوس کے اس بت کافر کے سامنے مارے شرم کے جھک جاتی ہیں۔ جس نے فوراً ملک کا دستور بنایا اور قوم کو اس پر چلایا آج ہماری تازہ دم فوجی حکومت نے پوری عجلت سے اس بارہ میں قدم اٹھایا ہے لیکن ہم ایسی عجلت کے قائل بھی نہیں کہ نہ بنے تو تیرہ سال تک نہ بنے۔ اور بنے تو چٹ منگنی پٹ بیاہ والا معاملہ ہو جائے۔ اچھا آئین ملک کے مستقبل کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ آئینی کمیشن کی بعض باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ ہم حیران ہیں کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے انگریزی میں سوالنامہ شائع کرنا کیا حقیقی مقصد کی راہ میں بے جا تعویق نہیں ہے الحمد للہ تعالےٰ کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ امیر نظام العلماء مغربی پاکستان نے اس سلسلہ میں حکومت کو متوجہ فرمایا۔ جس کے بعد حکومت نے اردو اور بنگالی تراجم شائع کرنے کا اعلان کیا لیکن یہ تاخیر قابل تلافی ہے۔ ضرورت ہے کہ ۳۱ مئی کی تاریخ بڑھا کر ۳۰ جون کر دی جائے۔

دوسری عجیب بات یہ ہے کہ یہ آئینی کمیشن نے ۴۰ سوالات قوم سے دریافت کئے ہیں گویا سارے کا سارا آئین وہ ہم سے بنواتے ہیں حالانکہ زیادہ کام ان کو خود کرنا چاہیئے تھا عجیب بات ہے کہ دینی بصیرت رکھنے والے آئین علماء اسلام نے جن کو جمعیتہ علماء اسلام کے بزرگوں نے کراچی میں جنوری ۱۹۵۱ء میں جمع کیا تھا۔ صرف ۲۲ اصول میں تمام دستور سمو دیا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ کسی فرقہ یا پارٹی کو اس میں کلام نہ تھا۔ اور انہوں نے ایسا کر کے ان بہانہ جو طبائع کا منہ بھی بند کر دیا تھا کہ مختلف فرقے یا علماء متفق نہیں اس لئے اسلامی دستور ناممکن ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ عوامی مطالبہ کے پیش نظر حکومت نے ۳۱ مئی کی تاریخ میں ایک ماہ کی توسیع کر دی ہے۔ اب ہماری خواہش ہے کہ عوام

(باقی صفحہ ۸ پر)

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

## اطاعت واجب ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَۃَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کسی گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔

## اطاعت کا عہد

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَعَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ وَعَلٰی اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یعنی اس امر کا عہد کیا کہ ہم ہر حال میں یعنی تنگی و سختی اور خوشحالی و فارغ البالی خوشی اور ناخوشی میں آپ کی بات کو سنیں گے۔ اور اطاعت کریں گے۔ اور عہد کیا ہم نے اس پر کہ ہم صبر کریں گے۔ جبکہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے۔ اور عہد کیا اس پر کہ ہم حکومت کو اس کے مستحق کے ہاتھوں سے نہ چھینیں گے اور عہد کیا اس پہ کہ ہم حق بات کہیں گے۔ جہاں کہیں رہیں اور اس معاملہ میں کسی کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عہد کیا اس پر کہ ہم امر (حکومت) کو اس کے اہل کے ہاتھوں سے نہ نکالیں گے۔ مگر اس وقت جبکہ کفر صریح کو دیکھیں۔ جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اور خدا کی طرف سے تمہارے پاس اس کے خلاف مضبوط دلیل ہو۔

## امیر کی اطاعت کا حکم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِہٖ وَیُتَّقٰی بِہٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَہٗ بِذٰلِکَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَیْرِہٖ فَاِنَّ عَلَیْہِ مِنْہُ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے میری اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امیر (حاکم یا مقامی سردار) کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی اور واضح ہو کہ امام (حاکم یا خلیفہ) ڈھال کی مانند ہے۔ جس کے پیچھے جنگ کی جاتی ہے (یعنی جس کے اقتدار کے ماتحت دشمنوں سے جنگ کی جاتی ہے) اور جسکی نگرانی میں امن و عافیت حاصل کی جاتی ہے پس جو حاکم خدا سے ڈر کر اس کے حکم کے موافق حکمرانی کرے اور انصاف سے کام لے اس کو اس کے سبب اجر ملے گا اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا گناہ اسپر ہوگا۔

## اطاعت واجب نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ حکم پسند آئے یا پسند نہ آئے۔ جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اسکی اطاعت واجب نہیں۔

## اچھے بُرے حاکموں کا ذکر

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْکِرُوْنَ فَمَنْ اَنْکَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ کَرِہَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰکِنْ مَّنْ رَضِیَ وَتَابَعَ قَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُھُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا لَا مَا صَلَّوْا اَیْ مَنْ کَرِہَ بِقَلْبِہٖ وَاَنْکَرَ بِقَلْبِہٖ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم پر ایسے حاکم مقرر کئے جائیں گے۔ جو اچھے کام بھی کریں گے۔ اور بُرے کام بھی کریں گے۔ پس جس شخص نے انکار کیا۔ یعنی اس کے بُرے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے۔ وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا۔ اور جس شخص نے ایسا نہ کیا۔ یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے۔ لیکن دل سے اس کے فعل کو بُرا سمجھا وہ سالم رہا (یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم و محفوظ رہا) لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی۔ وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کیا ہم ان سے لڑیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا نہیں۔ جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں ٭

سلامت آبروئے قرآں کی یارب
نیا دستور ڈھالا جا رہا ہے

(احسان دانش)

# خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

# قیامت کے دن کے متعلق مختلف نقشے

## پہلا

## قیامت ضرور آنے والی ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۱۔ پ ۵) ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ بیشک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

### حاصل

اللہ تعالیٰ سچ فرما رہا ہے کہ قیامت یقیناً آنے والی ہے۔

### ۲

### رفع استبعاد قیامت

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ (سورۃ المؤمنون ع ۱ پ ۱۸) ترجمہ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے۔ پھر ہم نے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا سو اللہ بڑی برکت والا۔ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

### حاصل

یہی نکلا کہ تم ساری منزلیں طے کر کے بالآخر قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

### ۳

### جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں لاتے انہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال دیا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۲۔ پ ۷) ترجمہ۔ وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا۔ جس میں کچھ شک نہیں۔ جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں۔ وہ ایمان نہیں لاتے۔

### حاصل

اپنی جانوں کو خسارہ میں ڈالنے والے قیامت پر ایمان نہیں لاتے

### ۴

### قیامت کے دن کئی منہ سفید اور کئی سیاہ ہونگے

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۱۱۔ پ ۴) ترجمہ۔ جس دن بعضے منہ سفید اور بعضے سیاہ ہوں گے سو وہ جن کے منہ سیاہ ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو

### اور جن لوگوں کے سفید ہونگے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۱ پ ۴) ترجمہ۔ اور وہ لوگ جنکے منہ سفید ہونگے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کے احکام ہیں۔ ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں اور اللہ مخلوقات پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

### جس طرح ہم زمین سے پھل پیدا کر لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم آدمی زمین سے نکال لیں گے

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۷، پ ۸) ترجمہ۔ اور وہی ہے جو مینہ سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اُٹھا لاتی ہیں تو ہم اس بادل کو مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر ہم اس بادل سے پانی اُتارتے ہیں۔ پھر اس سے سب طرح کے پھل نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

### ۵

### قیامت قریب ہی ہے۔ مگر کافر

## ہنسی میں ٹال رہے ہیں

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۙ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○

(سورۃ الانبیاء ع ۱ - پ ۱۷) ترجمہ - لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیرنے والے ہیں - ان کے رب کی طرف سے سمجھانے کے لئے کوئی ایسی نئی بات ان کے پاس نہیں آتی کہ جسے سن کر ہنسی میں نہ ٹال دیتے ہوں - ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں - اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح ایک انسان ہی تو ہے - پھر کیا تم دیدہ دانستہ جادو کی باتیں سننے جاتے ہو۔

ع ۶

## قیامت کے دن بعض انسانوں کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ○ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ۚ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ○ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ○

(سورہ الحاقہ ع ۱ - پ ۲۹) ترجمہ - جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ کہے گا - لو میرا اعمالنامہ پڑھو - بے شک میں سمجھا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا - سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا - بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے - کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے -

ع ۷

## قیامت کے دن بعض انسانوں کو

## نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ○ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ۚ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۙ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۚ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ۙ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۙ لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ○

(سورۃ الحاقہ ع ۱ - پ ۲۹) ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا - تو کہے گا اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا - مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی - اسے پکڑو پس اسے طوق پہنا دو - پھر اسے دوزخ میں ڈال دو - پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے - اسے جکڑ دو - بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا - جو بڑا عظمت والا ہے اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا - سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے - مگر زخموں کا دھوون - اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا -

ع ۸

## قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے نافرمان بھی فرمانبرداری کا اعلان کرینگے

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُونَ ○ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ○ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۙ مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ○ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ○ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ○ قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ○ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ○ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ○ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ○ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ○ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ○

(سورۃ الصفت ع ۱ پ ۲۳) ترجمہ - پس وہ تو ایک زور کی آواز ہوگی پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے - اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی - جزا کا دن یہی ہے - یہی فیصلے کا دن ہے - جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (اللہ تعالیٰ فرمائیگا) ظالموں کو جمع کر دو - جنہوں نے ظلم کیا اور ان کی بیویوں کو اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے - سوائے اللہ کے پھر انہیں جہنم کے راستہ ہانک کر لے جاؤ - اور انہیں کھڑا کرو - ان سے دریافت کرنا ہے - تمہیں کیا ہوا - کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے - بلکہ آج کے دن وہ سر جھکائے کھڑے ہونگے اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا - کہیں گے بے شک تم ہمارے دائیں طرف سے آتے تھے - کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان والے نہیں تھے اور ہمیں تم پر کوئی زور نہ تھا - بلکہ تم ہی سرکش لوگ تھے - پھر ہم سب پر ہمارے رب کا قول پورا ہو گیا کہ ہم سب عذاب چکھنے والے ہیں - پھر ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا - ہم خود بھی گمراہ تھے - پھر اس دن عذاب میں وہ سب یکساں ہوں گے - بیشک ہم مجرموں سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں - بیشک وہ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے تو وہ تکبر کیا کرتے تھے -

ع ۹

## قیامت آنے کی حکمت

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِن ذَٰلِكَ

وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ لِّيَجْزِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِىْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

(سورۃ السباع ۱۔ پ ۲۲) ترجمہ۔ اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئیگی کہدو ہاں (آئے گی)۔ قسم ہے میرے رب غائب کے جاننے والے کی۔ البتہ ضرور تم پر آئے گی۔ جس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرہ کے برابر بھی غائب نہیں اور نہ ذرہ سے چھوٹی اور نہ بڑی۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ انہیں کیلئے بخشش اور عزت والا رزق ہے اور جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے لیئے ذلت کا عذاب ہے۔

## حاصل

ان آیات کا حاصل یہ ہے۔ کہ قیامت کا آنا اس لیئے ضروری ہے تاکہ نیکوکاروں کو جزائے خیر۔ اور بدکاروں کو سزا دے دی جائے۔

۱۰

## قیامت کے دن منکرین قیامت اپنی غلطی (انکار قیامت) کا خود اقرار کرینگے

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے آئیں گے کہیں گے کہ ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا

۱۱

## اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بتائینگے جو کچھ تم کرتے تھے ہم لکھ لیا کرتے تھے

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵) ترجمہ (جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ ہم اسے لکھ لیا کرتے تھے)

۱۲

## قیامت کے دن فیصلہ یہ ہوگا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ (سورۃ الجاثیہ ع ۴۔ پ ۲۵)۔ ترجمہ۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انہیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہ صریح کامیابی ہے اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔

۱۳

## قیامت کے دن دوزخیوں سے کہا جائے گا یہ وہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴۔ پ ۲۳۔ ترجمہ۔ یہی دوزخ ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

۱۴

## قیامت کے دن انسانوں کے ہاتھ اور پاؤں ان پر گواہی دیں گے

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (سورۃ یٰس ع ۴ پ ۲۳) ترجمہ۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے۔ اور ان کے پاؤں شہادت دینگے اس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

۱۵

## قیامت کے دن دوزخیوں کا حال مشاہدہ کرکے دوبارہ دنیا میں آکر نیکی کرنے کی استدعا

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ (سورۃ سجدہ ع ۲۔ پ ۲۱) ترجمہ۔ اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہونگے اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں ہمیں یقین آ گیا ہے۔

۱۶

## قیامت کے دن تابعدار گمراہوں کا بڑے گمراہوں سے عذاب الٰہی کم کرانیکی درخواست اور ان کی طرف سے بے بسی کا جواب

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝

(سورہ ابراہیم ع ۳ پ ۱۳)۔ ترجمہ۔ اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہونگے۔ تب کمزور متکبروں سے کہیں گے۔ ہم تو تمہارے تابع تھے۔ سو ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچاؤ گے۔ وہ کہیں گے۔ اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے۔ اب ہمارے لیئے برابر ہے کہ ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

## حاصل

یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی اطاعت نہیں کی۔ بلکہ مخالف رہے۔ ان بدنصیبوں کو قیامت کے دن عذاب الٰہی سے کون چھڑا سکتا ہے۔

۱۷

## قیامت کے دن کافروں کا اپنے خلاف شہادت دینا کہ ہم کافر تھے

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ

وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ھٰذَا ؕ قَالُوۡا شَھِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا وَ غَرَّتۡھُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَ شَھِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِھِمۡ اَنَّھُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ۝ (سورہ الانعام ع ۱۶ پ ۸)

ترجمہ۔ اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

ع ۱۸

## قیامت کے دن مال کی کثرت اور اولاد کی بہتات کام نہیں آئیگی

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡھُمۡ اَمۡوَالُھُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُھُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِ ۝ سورہ آل عمران ع ۲۔ پ ۳) ۔ ترجمہ بیشک جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے مال اور انکی اولاد اللہ کے مقابلہ میں ہرگز کام نہیں آئیں گے۔ اور وہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡنَا مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ بِفَضۡلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ۔ اٰمِیۡن ✧

## مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

# نجات دارین کا مختصر نسخہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

چونکہ ہر مجلس ذکر میں اللہ تعالیٰ کے بعض بندے نئے ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہیں خوشخبری سناتا ہوں۔ ایک لمبی حدیث ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذکر کی مجلس میں شامل ہونے والوں کی بخشش فرما دیتے ہیں اور ان کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔ حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کے لئے جو احباب محض نیک نیتی سے دور دور سے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے قدم قبول فرمائے۔ بعض احباب لاہور کے مضافات اور بعض تیس تیس چالیس چالیس میل کی مسافت طے کرکے آتے ہیں۔ ان کا کرایہ کے لئے پیسے خرچ کرنا بھی عبادت ہے اتنا بڑا حلقۂ ذکر اور کسی جگہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حلقۂ ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا پاک لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اس کے لئے

## تزکیۂ نفس کی ضرورت

ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے طور پر نبھایا جائے حقوق اللہ میں اسلام کے ارکان خمسہ توحید نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کے علاوہ حقوق العباد کی بھی کماحقہٗ ادائیگی ضروری ہے۔ ایک شخص توحید پرست ہے۔ پانچ وقت باقاعدہ نماز ادا کرتا ہے۔ رمضان شریف کے روزے بھی رکھتا ہے۔ اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ بھی پائی پائی ادا کرتا ہے لیکن بدقسمتی سے خلق خدا سے تعلق درست نہیں ہے مثلاً ماں باپ سے بدسلوکی کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالےٰ نے اگر خصوصی عنایات سے نہ بخشا تو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں جانا پڑے گا اور بعد میں سزا بھگت کر کلمہ توحید کی برکت سے بہشت میں داخل ہوگا حقوق العباد کا ادا کرنا لازمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَۃَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الۡوَالِدَیۡنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ

ترجمہ۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ دونوں تیری جنت اور تیرا دوزخ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر ماں باپ کی فرمانبرداری کرے گا تو ان کی دعاؤں سے جنت میں داخل ہوگا۔ اور اگر ان کا دل دکھائے گا اور نافرمانی کریگا تو اُنکی بد دعا سے دوزخ میں جائے گا۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹ حصّے زیادہ گرم ہے۔ دنیا کی آگ میں انسان دو منٹ میں بھسم ہوجاتا ہے۔ لیکن دوزخ کی آگ کا خاصہ یہ ہے کہ وہاں نہ مرے گا اور نہ جیئے گا اور نہ زندگی کا سرور حاصل ہوگا۔ بلکہ سخت تکلیف میں مبتلا رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا یَمُوۡتُ فِیۡھَا وَلَا یَحۡیٰی۔ اللہ تعالےٰ اگر معاف فرما دے تو وہ اس پر قادر ہے۔ خدا کو کیا ضرورت ہے کہ ہم کو بلا وجہ دوزخ میں ڈالے۔

## انسان کامل

باظاہر و باطن مسلمان وہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کے پورے ادا کرے مگر ان تمام ذمہ داریوں کو نبھانا بہت مشکل ہے۔ اگر اللہ ہمیں دنیا میں آنے سے پہلے بتا دیتا کہ دنیا میں یہ ذمہ داریاں ہونگی۔ اور ادا نہ کرنے پر دوزخ کا داخلہ ہوگا تو شاید کوئی بھی دنیا میں آنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ ماں باپ بھائی بہن۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ خالہ۔ ماموں وغیرہ سب رشتہ داروں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو اللہ تعالیٰ دیکھے گا اور سب سے پہلے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل فرمائے گا۔

## بقیہ اداریہ

صفحہ ۳ سے آگے

شرعی دستور کیلئے زیادہ سے زیادہ عمدہ اور وسیع طریقہ سے اظہار رائے کریں۔ بہتر تو یہ تھا کہ متذکرہ بالا ۲۲۔ اصول کو سامنے رکھ کر دستور تیار کر لیا جاتا۔ لیکن اگر کمیشن پرانے دستور کے اجزاء کو بھی ملحوظ رکھنا چاہتا ہے۔ تو پھر وہ تنقیدات و ترمیمات کا مطالعہ بھی ضرور کرے جو اس وقت جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مقرر کردہ سب کمیٹی نے اس دستور کے بارہ میں بصورت رسالہ مرتب کرکے شائع کئے تھے۔

جنت میں داخل ہوتا کوئی

## سستا سودا

نہیں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی کا تعلق ماں باپ سے ٹھیک نہیں ہے اور کسی کا بیوی سے ٹھیک نہیں ہے کسی کا تعلق بھائیوں سے خراب ہے اور کسی کا بہنوں سے۔ یہ سب بے سمجھی کے باعث ہے۔ سب سے تعلق نبھایئے۔ تب نجات ہوگی۔ میرے پاس کئی عورتیں آ کر شکایت کرتی ہیں کوئی کہتی ہے۔ کہ میرا خاوند آوارہ مزاج ہے۔

## ابّا جی تعویذ دیجئے

جب خرچہ مانگتی ہوں تو مارتا ہے اور انکار کر دیتا ہے۔ روپیہ باہر برباد کرآتا ہے اگر باپ ناراض ہے تو یہ ظلم ہے۔ بیوی ناراض ہے تو یہ بھی ظلم ہے۔ اولاد کی اچھی تربیت نہیں کی تو یہ بھی ظلم ہے۔ قیامت کے دن اولاد کہے گی۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ۲۲ ع۸) ترجمہ۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر بڑوں میں سب سے پہلے ابّا اور امّاں ہی آتے ہیں۔ جنہوں نے بی اے ایم اے تک تعلیم دلائی مگر دینی تعلیم سے بے بہرہ رکھا۔

## مثال

گلبرگ میں ایسے کئی بدبخت ہونگے۔ جو موت کے کنارے بیٹھے ہیں۔ مگر کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بھی نہیں آتا۔

انگریز نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک اپنے نصاب میں کلمہ طیبہ بھی نہیں رکھا تھا۔ اس کو کیا ضرورت تھی کہ تم کو دین سکھائے۔ انگریز نے کالج اور سکول اپنی حکومت کی مشینری کے پرزے ڈھالنے کے لئے تیار کئے تھے۔ اس میں

## ہندو مسلم کا سوال

نہیں تھا۔ اسکی حکومت میں پانچ قومیں تھیں۔ مسلمان۔ ہندو۔ سکھ عیسائی اور پارسی سب تھے۔ اس نے ایسا نصاب تعلیم تیار کیا جو کسی قوم کے ساتھ خاص نہ ہو آپ نے اگر اپنی اولاد کو دین سے غافل رکھا تو آپ مجرم ہیں۔ دین نہ سکھایا قرآن نہ پڑھایا۔ نماز نہ سکھائی۔ ان سب ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی ہو تو نجات ہو سکتی ہے۔

۱۔ خوف خدا (۲) محبت الٰہی

خدا کا خوف ہو یا محبت الٰہی ہو تو انسان اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر انسان دین کی تعلیم پائے تو خوف خدا پیدا ہو سکتا ہے۔ درجہ اول اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل اللہ تعالےٰ کے خوف سے کرتا ہے۔ یعنی اگر میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ مجھے سزا دے گا اور جہنم میں ڈال دے گا۔ دوسرا درجہ محبت کا ہے وہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ یعنی اگر میں نے اسکے حکم کی تعمیل نہ کی تو میرا محبوب مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ آج کل اکثر مسلمان نہ حقوق اللہ پورے طور پر ادا کرتے ہیں اور نہ حقوق العباد۔ اس سے تو اچھا تھا کہ ماں نہ جنتی اور وہ بے اولاد ہی مرتی۔ جو کچھ میں عرض کیا کرتا ہوں یہ سبق ہے

## تعلقات کی درستی

کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ خدا سے ڈر کر احکام الٰہی کی بجا آوری کرے تو یہ خوف ہے۔ خدا کے خوف سے تعمیل احکام کرنے والے تو بہت ملتے ہیں۔ لیکن خدا سے محبت کی وجہ سے احکام الٰہی کی تعمیل کرنیوالے کوئی کوئی۔ خدا کا خوف ہوگا۔ تو بوڑھی ماں کو خوش رکھوگے۔ خدا کا خوف ہوگا۔ تو بیوی کو خوش رکھوگے۔ خدا کا خوف ہوگا تو اولاد کی دینی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ دوگے۔ اگر اولاد کو دین نہیں سکھایا تو قیامت کے دن اس کو سزا ملے گی۔ اور وہ لعنتیں دے گی اور تمہیں بھی ڈبل سزا ملے گی۔ اس سبق کو پکاؤ گے اور عمل کروگے تو کام آئے گا۔

## نیکی کے مقابلہ

میں شیطان آڑے آتا ہے۔ دین کو چھوڑ دینے سے شیطان انسان پر حاوی ہو جاتا ہے دل میں انانیت (کبر) آ جاتی ہے۔

اگر دل میں "میں" آجاتی ہے تو بھائی بہن کے جھگڑے میں بڑا بھائی کہتا ہے۔ بہن چھوٹی ہے۔ اس کو مجھ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ بہن ناراض ہے کہ میرے بڑے بھائی کی غلطی ہے۔ اگر بہن ناراض ہے تو تم خود اس کے پاس جاؤ اور خدا کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے اس سے صلح کر لو۔ اور اس کو راضی کر لو۔ ورنہ اسے دنیا دارو تم کو شیطان گمراہ کر دے گا۔ کئی کہتے ہیں۔ وہ بھی تو میرے ماں باپ کی بیٹی ہے۔ وہ میرے پاس آ کر معافی کیوں نہیں مانگتی۔ میں کیوں اس کے پاس جا کر معافی مانگوں۔ خدا سے ڈرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے معاملہ ٹھیک رکھنے کے لئے بہن سے خود جا کر صلح کر لو۔ تم بہن سے معافی مانگنے ضرور جاؤ۔ تاکہ خدا راضی ہو جائے۔ اگر دل میں "میں" آئے تو سمجھئے کہ یہ انانیت یعنی تکبر ہے

## یاد رکھئے

اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی صفائی نہیں رکھوگے تو جنت میں سیدھے نہ جا سکوگے۔ ایمان سلامت ہوا اور عقائد و اعمال میں شرک نہ ہوا تو سزا بھگت کر جنت میں جاؤگے۔

## حضرت دین پوریؒ

ایک مرتبہ جب حج پر جانے لگے۔ تو ایک ہمسایہ (جو آپ کا مخالف تھا۔ ہمیشہ مقدمہ بازی کرتا رہتا تھا) کے گھر خود تشریف لے گئے۔ اگرچہ وہ آپ کو دکھ دیتا رہتا تھا۔ لیکن حضرت دین پوریؒ نے اس سے کہا کہ مجھے معاف کر دو۔

میں نے ساری عمر یہ کبھی نہیں سنا۔ کہ حضرتؒ نے اسکی برائی کی ہو۔ بلکہ جب کبھی اس کا تذکرہ زبان پر آیا تو فرماتے تھے کہ ہمسایہ کے متعلق یہ بات ہے حالانکہ جماعت میں اس شخص کو مخالف کے نام سے یاد کیا جاتا تھا ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا

اگر جوانمرد ہے تو جو تجھ سے بدی کرے تو اس سے نیکی کر۔ ہمارے لئے حضرت دین پوریؒ نمونہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے مقابلہ کے لئے شیطان کھڑا کر دیا تھا جو حضرت کو ہمیشہ تنگ کیا کرتا تھا۔ حضرت حج سے جب واپس تشریف لائے تو اس نے آپ کی دعوت کی۔ تو

آپ اُس کے گھر چلے گئے۔ ایک دفعہ اس شخص نے سرکاری درخت کاٹ لیا۔ پولیس کو پتہ چلا تو اس کو پکڑ کر لے گئی۔ جب حضرت کو معلوم ہوا تو پولیس والوں کو بُلا بھیجا اور سفارش کی کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اور پھر فرمایا کہ اس کو لکڑی کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے وہ کاٹا ہُوا درخت بھی اس کو دلوا دیا۔ اگر برائی کرنے والوں سے نیکی کی جائے تو یہ جوانمردی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے

**صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کردے**
**ہستی مری مٹا دے خاک بے جان کردے**

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو تمام تعلقات ٹھیک طور پر نبھاہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کئی آدمی لاہور میں ایسے بھی ملیں گے کہ جب باپ مرا تھا تو بھائی بہن چھوٹے چھوٹے تھے ان کی وراثت کا حصہ بھی ہضم کر گئے۔ جب وہ بڑے ہوئے اور بھائی کے خلاف مقدمہ (تقسیم جائداد) دائر کر دیا تو بڑے بھائی نے عدالت میں کہا کہ مکان تو میں نے اپنی کمائی سے بنائے ہیں۔ قبضہ مخالفانہ بارہ سال ہونے کی بنا پر جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ اپنے حق میں کرا لیا۔ یہ خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ ہے۔ اگر خوف خدا دل میں پیدا ہو جائے۔ تو بڑے چھوٹے کا سوال دل میں نہ آئے۔ انانیت بالکل ہی نکل جائے۔ یاد رکھئے یہ دنیا چھوڑ جانی ہے ؎

دلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے نہ کئے تو دوزخ میں جاکر سزا بھگتنی پڑیگی اللہ تعالےٰ سے بار بار دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے جو فرائض آپ کے ذمہ ہیں ادا کرتے رسول اللہ کی سنت پر چلنے اور حقوق العباد کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## لاہور میں

کئی ایسے بھی ہیں کہ ان کا باپ جب مرا تھا تو اپنی اولاد کو ایک ایک لاکھ روپیہ نقد دے گیا تھا اور جائداد علیحدہ چھوڑ مرا تھا۔ مگر آج وہ خالی ہاتھ ہیں قرآن کی تعلیم اور دینی اخلاق نہ سیکھنے کی وجہ سے وہ برباد ہو گئے۔ جب مسلمان کے پاس پیسہ آتا ہے تو وہ شراب پیتا ہے۔ زنا کرتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ایک ہندو پکوڑے بیچ بیچ کر مکان بنا لیتا تھا۔ جملہ حقوق کو کماحقہ پورا کرنے کا نام ہے تزکیہ نفس۔ اگر آپ گناہوں سے توبہ کریں گے۔ خدا اور اس کے رسول کی تابعداری کرینگے۔ تو آپ دنیا سے پاک ہو کر جائیں گے۔ اور جنت میں داخل ہونگے۔ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا قال اور حال رسول اللہؐ کے مطابق بنا دے۔ اور ہمیں اس کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔

## اطلاع تحفۂ اسلام

چونکہ رسالہ تحفہ اسلام ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جن کے لفافے اب جمع ہوئے ہیں اور انہیں رسالہ نہیں مل رہا۔ اب نیا رسالہ نبی نامہ جو چھپ رہا ہے۔ اور ۷۶ اصفحات کا ہے چھپ کر آجانے پر انشاء اللہ جلد بھیج دیا جائے گا۔ اس میں سب انبیاء کے حالات اور انکے بعد حضور رسول آخر الزمانؐ کی تشریف کی بشارتیں درج ہیں۔

محمد ظفر علیگ بلاک ۲۳ سرگودھا۔

## مدرسہ محمودیہ لیاقت پور

مدرسہ عربیہ محمودیہ لیاقت پور (ضلع رحیم یار خان) کی ایک مشہور دینی درسگاہ ہے جو کہ عرصہ چھ سال سے خاموش تعلیمی تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ درجہ عربی فارسی میں داخلہ کی گنجائش ہے۔ طلبا جلد رجوع کریں۔

نوٹ:۔ مدرسہ کا سالانہ جلسہ ۲۶/۲۷ مئی جمعرات جمعہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی اور دیگر مشاہیر علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

(المعلن حافظ سلطان محمود مدرسہ عربیہ لیاقت پور (رحیم یار خاں)

# کشکول

جناب عبدالحمید صاحب تنظیم میرے شاہ (رحیم یار خان)

چار چیزیں سخت ترین اعمال سے ہیں (۱) بخشنا خطا کا غصہ کے وقت (۲) سخاوت کرنا مفلسی کے وقت (۳) پاک دامن رہنا وقت خلوت (۴) سچی بات کہنا وقت خوف و امید۔

جلدی کرنا چھ کاموں میں سنت رسول اللہؐ ہے۔ اس کے علاوہ اور سب کاموں میں جلدی کرنا شیطان سے ہے۔ نمبر ا مہمان کو کھانا کھلانے میں (۲) مرنے والو کی تجہیز تکفین میں (۳) لڑکی شادی کرنے میں۔ (۴) قرض کے ادا کرنے میں (۵) گناہ سے توبہ کرنے میں (۶) اذان سُن کر مسجد کو جانے میں۔ چار باتیں بیوقوفی کی علامت ہیں (۱) جاہلوں کو مونس و دمساز کرنا (۲) عقلمندوں سے اعراض کرنا۔ (۳) عورت کو ہمراز کرنا (۴) دوسروں کی کمائی پر ناز کرنا

پانچ چیزوں کا قحط ہے۔ (۱) اتفاق کا ہندوستان میں (۲) نفاق کا انگلستان میں (۳) آدمیت کا سارے جہاں میں (۴) وفاداری کا انسان میں (۵) کفایت شعاری کا مسلمان میں۔

ان سات اشخاص پر قیامت کے دن سایہ ربانی ہوگا (۱) بادشاہ عادل پر (۲) جوان عابد پر (۳) للّٰہ دوستی رکھنے والے پر (۴) خوبصورت عورت کے بلانے پر خوف خدا سے ڈر کر زنا سے بچنے والے پر (۵) تنہائی میں خدا سے ڈر نے والے پر (۶) مسجد کے ساتھ دل لگانے والے پر (۷) چھپا کر خیرات کرنے والے پر!

عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے نمبر ا اس کو کوئی نامحرم نہ دیکھے (۲) وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔

ادب دو اپنی اولاد کو جب چھ برس کی ہو جائے حکم دو اپنی اولاد کو نماز کا جب سات برس کی ہو جائے بچھونا جُدا کرو اپنی اولاد کا جب وہ نو برس کی ہو جائے نگاہ رکھو اپنی اولاد کی حرکات سکنات کا جب بارہ برس کی ہو جائے۔ نکاح کر دو اپنی اولاد کا جب وہ سولہ برس کی ہو جائے۔

★

تین چیزوں میں انسان کی عقل کا امتحان ہوتا ہے (۱) مال (۲) حکومت اور (۳) مصیبت

قومی ترقی کے چار اسباب (۱) اتحاد (۲) علم (۳) دولت (۴) طاقت

★

# اسلام کا نظامِ سیاست و معیشت

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب (لدھیانوی) بی۔اے، بی۔ٹی، شیخوپورہ

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وُہی باقی بُتانِ آذری

انسان کی اجتماعی زندگی تین شعبوں کے ماتحت منظم، شیرازہ بند اور استوار و مکمّل ہوتی ہے:۔

(۱) نظامِ سلطنت (۲) نظامِ معیشت (۳) تدبیرِ منزل

سچّی انسانیت، حقیقی مدنیت اور صحیح اجتماعیت کسی نظامِ حکومت کے بغیر ناممکن ہے۔ اچھی اور کامیاب زندگی نظامِ حکومت کے بغیر میسّر نہیں آسکتی اور نہ انسان امن و راحت ہی حاصل کرسکتا ہے۔ اسی بُنیاد پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وحشی عربوں کو پہلے خُدا پرست اور با اخلاق انسان بنایا، ان کو پاکیزہ زندگی بخشی اور ان کو اس قابل بنایا کہ دُنیا کو خدا کی حکُومت و بادشاہت کا نقشہ دکھلائیں اور انسانوں کو بتلائیں کہ اگر دُنیا میں امن وسکون، راحت و آرام اور ترقی و کامیابی چاہتے ہو تو انسانوں کی حکومتیں مٹاکر اللہ کی حکومت و بادشاہی قائم کرو، دُنیا کی تمام خرابیوں، بیماریوں، گمراہیوں اور بربادیوں کا بس یہی ایک علاج ہے۔

## حکُومتِ الٰہیہ کا خاکہ

**(۱) بادشاہ**۔ انسانوں کا بادشاہ صرف اللہ ہے۔ اس لئے کہ اُسی نے اس دُنیا میں انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ خلق اور امر یعنی پیدا کرنا اور حکم دینا اللہ ہی کا کام ہے۔ انسان خالق نہیں۔ اس لئے وہ آمر اور حاکم بھی نہیں ہو سکتا۔

قانون سازی بھی خدا تعالیٰ کا مخصوص حق ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ بادشاہی کسے کہتے ہیں؟ سو جان لیجئے کہ انسانوں کے حقوق مقرر کرنا، اُن کے لئے تابعداری و فرمان برداری کے مراسم و طریقے تجویز کرنا (جس کو عبادت کہا جاتا ہے) اور انسانی تصرّفات کی حد بندی کرنا اس کو بادشاہت کہتے ہیں۔ یہ خُدا تعالیٰ کا مخصوص حق ہے۔ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے یُوں پیش کیا ہے:۔

لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ پ ع ۱۴۔ (ترجمہ) خلق اور امر کا مالک وہی ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ پ۱۲ ع ۱۵۔ (ترجمہ) حکومت کا حق تو صرف خدا ہی کے لئے ہے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا۔ پ۱۲ ع ۱۵۔ (ترجمہ) اور کہدیجئے ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کی فرمانروائی میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی ایسا ہے اور نہ کوئی ذلّت کے وقت اس کا مددگار ہے اور بڑا جان کر اس کی بڑائی کر۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○ پ۶ ع ۱۱ (ترجمہ) اور جو کوئی اس کے موافق حُکم نہ کرے جو کہ اللہ نے اُتارا سو وہی لوگ کافر ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ پ۶ ع ۱۱۔ (ترجمہ) اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو کہ اللہ نے اُتارا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ پ۶ ع ۱۱۔ (ترجمہ) اور جو کوئی اس کے موافق حکم نہ کرے جو کہ اللہ نے اُتارا سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

مطلب یہ کہ قوانین خداوندی انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ مختلف زمانوں اور مختلف اقوام کو وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔ لیکن انسان ان قوانین کی پیروی سے بغاوت و انحراف کرتے رہے۔ ان میں اپنی خواہشات کے مطابق تغیّر و تبدّل کرتے رہے اور وہ حوادثِ ارضی وسماوی سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ اب ان کا آخری مکمّل اور ناقابلِ ردّ و بدل ایڈیشن قرآن مبین کی صُورت میں انسان کو دے دیا گیا۔ اس کی حفاظت کا ذمّہ خود خداوندِ عالم نے لیا ہے۔ اس میں قیامت تک کسی قسم کا ردّ و بدل اور تحریف و الحاق نہ ہو سکے گا۔ اس کتاب کے نزول اور حفاظت کی غرض و غایت یہ ہے کہ نظامِ حکومت اسی ضابطۂ خداوندی کے ماتحت قائم ہو۔ قرآن پر ایمان لانے والے زندگی کے معاملات و مسائل کا فیصلہ انہی قوانین کے مطابق کریں اور انہی کی پیروی کی طرف تمام انسانوں کو بلائیں۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ط پ۶ ع ۱۱ (ترجمہ) اے رسول! ہم نے آپ پر حق کے ساتھ یہ کتاب نازل کی ہے جو ان تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پیشتر دنیا کو مل چکی ہیں اور یہ ان کے مضامین کو اپنے اندر لئے ہُوئے ہے پس اس ضابطۂ خداوندی کے مطابق لوگوں میں نظامِ حکومت قائم کرو اور لوگوں کے خیالات کی پیروی مت کرو۔ ورنہ وہ تمھیں اس راستہ سے ہٹا دیں گے جو تمھیں حق وصداقت کے ساتھ دیا گیا ہے۔

**(مطلب)** آپ اور آپ کی اُمّت صرف اسی صُورت میں حق و صداقت پر قائم رہ سکتی ہے جب کہ وہ قرآن کے مطابق نظامِ حکومت قائم کرے اور انسانوں کے افکار و خیالات کی پیروی نہ کرے۔ جہاں اس نے قوانین خداوندی کی پیروی ترک کرکے انسانوں کے خیالات کی پیروی کی تو وہ اسلام کی راہ سے ہٹی۔

آج دُنیا کے مسلمان اسلامی نظامِ حکومت سے اسی لئے محروم ہیں کہ اُنھوں نے اس کے قیام کی اجتماعی طور پر کوشش ہی نہیں کی اور غیر اسلامی نظام ہائے حکومت کے ماتحت زندگیاں گزارنا اور کفّار و مشرکین کے افکار و خیالات کی پیروی کرنا سیکھ لیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اُمّتِ مسلمہ تمام دُنیا کے گوشوں میں موجود ہے۔ مگر خالص اسلامی نظامِ حکومت کہیں بھی موجُود نہیں۔ مُسلمان اسی لئے ایمان کی قوتوں، اخلاق کی پاکیزگیوں، اسلام کی فائز المرامیوں، اعمالِ صالحہ کی برکتوں اور خدا تعالیٰ کی نصرتوں سے محروم ہیں۔ مسلمان جہاں بھی ہیں کفّار و مشرکین کے رحم و کرم سے جی رہے ہیں اور اسلام کے مقدس و روشن اصول پر بدنامی کا داغ ہیں۔

**(۲) قانون**۔ آپ نے دیکھ لیا، کہ اسلام میں حکومت و فرمانروائی اللہ کی ہے اور قانون بھی اللہ کا ہے۔ اس اعتبار سے مسلمان دُنیا کی قوموں میں سب سے الگ اور جُداگانہ مسلک و نظریہ کے حامل ہیں۔ دُنیا کی کسی قوم کے پاس صرف اللہ کی حاکمیّت اور قانون سازی کا تصوّر و اعتقاد اور ضابطۂ خداوندی موجُود نہیں۔ یہ دُوسری بات ہے کہ مسلمان عملاً اس چیز سے محروم ہیں۔

اسلام میں قانون احکام کے اس مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خدا کی طرف سے انسانوں کو پہنچایا۔ جو دنیا میں قرآن کی صورت اصولی حیثیت سے، اور احادیث میں تفصیلی حیثیّت سے موجود ہے اور اُمّتِ محمدی کے لئے خصوصًا اور نسلِ انسانی کے لئے عمومًا خداوندِ عالم کی طرف سے یہ اعلان ہے:۔

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ پ ۲۸ - ع ۴ - (ترجمہ) رسول جو کچھ تم کو دیتا ہے اس کو لے لو اور جس چیز سے روکتا ہے رُک جاؤ۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ پ ۲۷ - ع ۵۔

(ترجمہ) اور وہ اپنے نفس کی خواہش سے کچھ نہیں بولتا ہے۔ قرآن صرف وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

(مطلب) آپ کی رسالت اور ہدایت اس لئے انسانوں کے لئے یقینی، خطا سے پاک لائق پیروی اور قابل اعتماد ہے کہ آپؐ انسانوں کو جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں۔ جو ہدایت دے رہے ہیں اور جو نظامِ سیاست و معیشت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں آپ کی خواہش نفس کو مطلق دخل نہیں۔ وہ دراصل خدا کی وحی ہے جو انسانوں تک پہنچاتے ہیں اور وہی کچھ کہتے اور کرتے ہیں جس کا خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو۔

پس دُنیا میں اسلام کا قانون ہی ایسا قانون ہے جو انسانوں کا بنایا ہوا نہیں۔ جو انسانوں کی ہوا و ہوس سے بالکل پاک ہے اور جو تمام بنی نوعِ انسان کے لئے یکساں بہتری کا ضامن، حقوق کا محافظ اور امن کا ذمّہ دار ہے۔ یہ بات صرف خدائے کائنات کے مرتّب کردہ قوانین ہی سے میسّر آ سکتی ہے۔ کیونکہ ربّ العالمین تمام نوعِ انسانی کا یکساں پروردگار ہے۔ اس کو کسی ایک انسان یا کسی خاص جماعت یا خاص قوم اور یا خاص ملک سے کوئی خاص تعلّق اور لگاؤ نہیں وہ سب انسانوں کی فلاح و بہبود اور نجات و کامرانی چاہتا ہے۔ اُسے کسی کی رعایت نہیں نہ کسی کی مخالفت و دشمنی۔ وہ جذبات و میلانات سے مبرّا و منزّہ ہے۔ اس کے مقرّر کردہ قوانین میں کسی خاص سمت جھکاؤ نہیں۔ اس کا ہر معاملہ اصل پر مبنی ہے اور اس کا ہر فیصلہ ایک خاص قاعدے اور قانون کے ماتحت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان خواہ کتنے ہی نیک نیّت، مخلص، ہمدرد اور گہری نظر کے مالک ہوں ان کے وضع کردہ قوانین کو اِن باتوں میں سے کوئی بات بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ لامحالہ انسان کا میلان اپنی ذات یا اپنے خاندان یا اپنی قوم اور یا اپنے ملک کی طرف ضرور ہوگا۔ وہ اپنے امتیازات کے چور دروازے ضرور رکھیں گے اور وہ یقینًا کسی نہ کسی کے ساتھ رعایت برتیں گے۔

پس اسلامی نقطۂ نظر سے قانون سازی کا حق صرف خُدا تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے یہ حق تو نبیوں تک کو نہیں دیا جو خدا کے پیارے انسانوں کے سب سے زیادہ شفیق و ہمدرد اور معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔

**(۳) صدرِ اعظم** ۔ باری تعالیٰ عزّ اسمہ کی طرف سے جتنے نبی بھی آئے وہ قانونِ الٰہی پہچاننے والے، اُس کی طرف لوگوں کو بُلانے والے، اس کو جاری کرنے والے اور اس پر عمل کرکے دکھلانے والے تھے۔ انھیں اپنی طرف سے کوئی قانون بنانے اور اپنی عقل پر دُنیا کو چلانے کا کوئی حق نہ تھا سب کے آخر میں ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس خدمت پر منتخب و مامور کیا گیا اور آج کل کی اصطلاح کے مطابق آپ سلطنتِ الٰہی کے صدرِ اعظم ٹھہرے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللہِ بِاِذْنِہٖ۔ پ ۲۲ ع ۳

(ترجمہ) ہم نے آپ کو شاہد، مبشّر، نذیر اور داعی بنا کر بھیجا ہے آپ اللہ کے اِذن سے انسانوں کو اللہ کی طرف بُلانے والے ہیں۔

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ پ ۴، ع ۴۔ (ترجمہ) اے نبیؐ! آپ کو امر کا کچھ حق حاصل نہیں۔

بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ پ ۶، ع ۱۴۔ (ترجمہ) آپ کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر نازل ہوا وہ لوگوں تک پہنچا دیں۔

رسُولِ کریمؐ کو تاکیدی حکم دیا گیا۔ کہ آپ اپنے بشر ہونے کا صاف صاف اعلان کر دیں۔ تاکہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت کے لوگ دُوسری مشرک قوموں سے مل کر آپ کو اُلوہیّت سے متّصف نہ کرنے لگیں۔ اور اسی طرح گمراہ نہ ہو جائیں جس طرح دُوسری قومیں گمراہ ہوئیں:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ پ ۱۶۔ ع ۳۔

(ترجمہ) کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا ایک انسان ہوں۔ مگر مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا خُدا ایک ہی خُدا ہے۔

اس اعلان نے ان تمام فاسد عقاید کا دروازہ بند کر دیا جنھوں نے انسانوں کو شرک و بدعت میں مبتلا کر رکھا تھا اور صاف صاف بتلا دیا کہ قانون الٰہی میں تغیّر و تبدّل کرنے یا قانون بنانے کا حق صدرِ اعظم کو بھی حاصل نہیں ہے۔

**(۴) حدودِ سلطنت** ۔ سلطنت الٰہی کی حدبندی حدِّ امکان سے خارج ہے۔ اس لئے کہ قرآن پاک کا اعلان ہے:۔

وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔ پ ۲۹۔ ع ۱۵۔

(ترجمہ) اور تو کیا جانے کہ تیرے رب کا لشکر کہاں کہاں ہے۔ اس کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

عقیدہ کی حد یہ ہے کہ تمام کائنات ارضی و سماوی سلطنت الٰہی کی حدود میں شامل ہے۔ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ یعنی جو چیز بھی مخلوق ہے۔ وہ حدودِ سلطنت میں داخل ہے۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ چونکہ وہ تمام جہانوں کا خالق، مالک اور رب ہے اس لئے لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ آسمانوں اور زمین کی ملکیت کا حق اللہ ہی کو حاصل ہے۔

## اجرائے قانون

مقدّس مذہب اسلام میں سیاست کا مرکز عدل و انصاف ہے ایسا عدل و انصاف جو انسانوں کے عقائد امیال و عواطف اور مکاتبِ خیال سے بالاتر ہو۔ عام انسانی فلاح و بہبود پر مبنی ہو اور جس میں بلا تخصیص رنگ و نسل اور ملک و قوم انسانیت کی عزّت و احترام اور نجات و کامرانی ملحوظ ہو۔ اس قسم کے عدل و انصاف کا ظہور و حصُول اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ پُوری کائنات کا ایک خالق و مالک، رب اور معبود تسلیم نہ کر لیا جائے اور اس کا اعتقاد دل و دماغ پر پُورے طور پر موجود و مستولی نہ ہو۔ یہ نرا اعتقاد بھی کافی نہیں۔ جب تک اُسی کا دیا ہوا قانون اور ضابطۂ حیات موجُود نہ ہو۔ اگر ایسی ہستی اور قانون کا اعتقاد موجود نہ ہو اور کسی انسان کو باقی تمام انسانوں سے بالاتر، مقتدر اور مقنّن مان لیا جائے تو پھر انسانوں میں ایسا عدل و انصاف قطعًا ناممکن ہے۔

جماعتیں اور قومیں خواہ کتنی ہی نیک نیّت

# خلیفہ اور جمہور مسلمانوں کا عہد و پیمان

خلیفہ اور جمہور مسلمانوں میں کس قسم کا رشتہ اور تعلّق ہونا چاہیئے اس کو امام الماوردی نے لفظ عقد سے تعبیر کیا ہے یعنی خلافت عہد و پیمان قائم کرنے والے نظام کا نام ہے۔ یہ نظام حقوق و فرائض اور اسلام کی حفاظت و اشاعت کا امین و محافظ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ محض معاشرتی عہد و پیمان نہیں بلکہ مجمل انتخاب خلیفہ اور جمہور مسلمانوں کے درمیان اس عہد و پیمان کا نام ہے کہ ہم سب مل کر اقامت دین اور قانون الٰہی کے اجراء و نفاذ کا کام سر انجام دیں گے۔

جب اس قسم کا عہد و پیمان ہو جائے تو پھر خلیفہ پر یہ ذمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ احکام شریعت کے مطابق لوگوں کے حقوق و فرائض کی نگرانی کرے۔ ان میں نزاع و تصادم کی نوبت نہ آنے دے۔ دیکھتا رہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر کر رہے ہیں تو شریعت کا مقصود حاصل ہے اور اگر نہیں کر رہے ہیں تو پھر شریعت کے مطابق ان سے حقوق کی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔ اگر اصرار کریں اور اسلامی نظام میں انتشار و اختلال پیدا کریں۔ تو ان کو سزا دے۔ شریعت کے مطابق محصول اور لگان وغیرہ لوگوں پر عائد کرے۔ سالانہ تنخواہیں اور وظائف تقسیم کرے۔ بیت المال کے آمد و خرچ کی نگرانی رکھے۔ جانچ پڑتال کرتا رہے۔ اس کے روپے کو صحیح مصرف میں استعمال کرے۔ اسلامی ممالک کی حدود کی حفاظت کا پورا پورا استحکام کرے۔ سامانِ حرب کی تیاری میں مصروف رہے۔ فوجی قوّت میں کمی نہ آنے دے۔ دشمنوں سے باخبر رہے۔ ان کی حرکات و سکنات پر نظر رکھے، ان کی فکر و تدبیر سے غافل نہ ہو۔ جمہور مسلمانوں میں سستی، کاہلی، آرام طلبی اور عافیت پسندی کے جراثیم پیدا نہ ہونے دے۔ ان کی اخلاقی، مذہبی، سیاسی، تمدّنی، معیشی اور معاشرتی ساکھ کو قائم و برقرار رکھے۔ ان کے مومنانہ اوصاف و خصائص میں کوئی آنچ نہ آنے دے اور فوری ہنگامی ضرورتوں سے غافل نہ رہے۔

جب ایک خلیفہ ان امور کی سرانجام دہی کے لئے مسندِ خلافت پر متمکّن ہو جائے تو پھر اس کے مقابل مسلمانوں پر دو فرائض عائد ہوتے ہیں:-

(۱) خلیفہ کی اطاعت

(۲) شریعت کے اجراء و نفاذ میں جان و مال سے اس کی امداد و اعانت۔

مطلب یہ کہ اسلام کے نزدیک حکومت کا ماخذ طاقت و جبروت اور اندھی تقلید و اطاعت نہیں بلکہ افرادِ ملّت کی آزادانہ باہمی رضامندی، مصالحت اور عہد و پیمان ہے۔ یہاں پہنچ کر سمجھ لیجئے کہ نبی آخر الزمانؐ دنیا میں تشریف ہی اس لئے لائے تھے کہ دینِ حق کو ادیانِ باطلہ پر غالب کر دیں۔ دُنیا سے ظلم و فساد مٹ جائے اور عدل و انصاف قائم ہو جائے یعنی خدا کی حکومت کا تختِ جلال بچھ جائے۔

رسولِ مقبولؐ نے فرمایا۔ حضرت حق مجدہ نے مجھے خصوصیت کے ساتھ پانچ باتوں کا حکم فرمایا ہے:-

(۱) السمع یعنی خلیفہ اسلام کے احکام سُننا۔

(۲) الطاعہ خلیفہ کے احکام کی اطاعت کرنا۔

(۳) جہاد۔ یعنی علمبردارانِ اسلام غیر اسلامی نظاموں کی حکومت کو مٹانے اور اسلامی حکومت کو قائم کرنے کی کوشش کریں قرآن اسی کا نام "کلمۃ اللہ" رکھتا ہے یعنی مسلمان اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنی بساط کے مطابق ہر امکانی کوشش کریں۔ امّتِ مسلمہ کے وجُود کا مقصد ہی یہی ہے۔ اگر یہ فوت ہو جائے تو مسلمانوں کا وجود و عدم دونوں برابر ہیں۔

(۴) ہجرت۔ اس کا اصل مدّعا گھر بار اور وطن چھوڑنا نہیں بلکہ خدا کی نافرمانی سے بھاگ کر خدا کی رضا جوئی کی طرف اقدامِ عمل کرنا ہے یعنی قانونِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی راہ میں جو چیز بھی آئے اُسے چھوڑ دے۔ اپنے اندر اور باہر مخالف قوّتوں سے لڑے اور سب کو مسلمان بنائے۔ کشمکش حیات میں پڑے اور نئی زندگی و قوّت حاصل کرے۔ جب کسی طرح بھی مسلمان رہنا میسّر نہ آئے تو پھر وطن بھی ترک کر دے اور جب تمام زمین پر طاغوت قبضہ کر لے اور کفّار و مشرکین سب دُنیا پر چھا جائیں تو جہاں بھی ہو اور جس طرح بھی ممکن ہو، باطل نظام کی دی ہوئی راحتیں اور آسائشیں ترک کر کے اسلامی نظام کے قیام پر سر دھڑ کی بازی لگا دے۔

(۵) جماعت۔ جماعت سے مراد وہ جماعت نہیں جس کی بُنیاد کسی نسلیّت، قومیّت، کسی وطنیت اور کسی دنیاوی مقصد اور انسانوں سے حقوق طلبی پر ہو۔ بلکہ اس سے مقصود وہ اجتماعیت و شیرازہ بندی ہے جو اسلامی دعوت، قیام دینِ فطرت کے منشاء اور قوانین الٰہیہ کے مطابق ہو۔ مرتے دم تک اللہ کی وفاداری اور فرمانبرداری پر قائم رہو۔ سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ یعنی اللہ سے اپنا صحیح تعلّق مضبوط طور پر قائم کر لو۔ پھر سب ایمان دار مِل جُل کر جماعت بنائیں سب مسلمانوں کی نگاہوں میں اصل اہمیت دین کو حاصل رہے اور سب کے سب دین کی اشاعت میں کوشاں رہیں۔ ان کی تمام توجہات، دلچسپیاں، آرزوئیں اور کوششیں دین سے وابستہ ہو جائیں۔ ان میں کسی قسم کا نفاق، تفرقہ، انتشار اور اختلال نہ رہے سب کے سب نیک اور ایک بن جائیں (اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی)

---

# خطاب بہ مُسلم

دلِ بیدار کو مُسلم! رہینِ آرزُو کر دے
فدا دینِ محمّدؐ پر تو اپنی آبرُو کر دے

ریاضِ ملّتِ بیضا میں پیدا رنگ و بُو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجُو کر دے

بقائے دائمی ہی پیکرِ خاکی کا مقصد ہے
دوامِ زیست کا جذبہ عیاں تو چار سُو کر دے

تو جب خوابِ گراں سے ہو چکا بیدار اے مسلم
تو اب اظہارِ بیداری بھی اپنا سُو بسُو کر دے

سیاہی کفر و باطل کی مٹا کر ربع مسکوں سے
جہاں کو پھر فدائے نغمہ ہائے سرِّ ہُو کر دے

تجھے حق نے بنایا ہے محیطِ بیکراں مُسلم!
زمانے کے حوادث کو مثالِ آبجُو کر دے

زمانے نے تیری تاریخ ماضی ہی بدل ڈالی
تعجّب! اس تغیّر کو تو وقفِ ہائے و ہُو کر دے

مسلماں صُورتِ گُل صحنِ عالم میں آیا ہے
مگر اس گُل کو یارب! محرمِ ذوقِ نمو کر دے

جناب رانا محمد صادق صاحب ادیب
(کیمبل پُور)

---

# آئینِ پاکستان

## ڈاکٹر اقبالؒ کے افکار کی روشنی میں

از۔ محمّد مقبول عالم بی۔اے، لاہور

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کا تصوّر اوّلاً ڈاکٹر اقبالؒ نے پیش کیا اور پھر مسلمانوں کو بڑی گرمجوشی سے دعوت دی کہ وہ اس تصوّر کو اپنا نصبُ العین بنا کر جدّوجہد کریں کیونکہ ان کے خیال میں برِّصغیر کے مستقبل کا یہی ایک قابلِ عمل حل تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس تصوّر کو اپنا نصبُ العین بنایا اور اس کے لئے جدّ و جہد کی۔ بالآخر یہ برّعظیم تقسیم ہوُا اور ملّت کی خواہش کے مطابق پاکستان کی اسلامی سلطنت معرضِ وجُود میں آئی۔

ڈاکٹر اقبالؒ کا یہ تصوّر ان کے اعلیٰ نظریات کی تصویر تھا۔ جن کی وہ ایک عرصہ سے اشاعت کر رہے تھے۔ پاکستان کو وہ خالص اسلام کے لئے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے پاکستان کا آئین قطعی طور پر اسلامی ہونا چاہیئے اس میں ریب و شک کی گنجائش نہیں۔

آیئے! دیکھیں کہ آئین اور نظام کے متعلق ڈاکٹر اقبالؒ کے کیا افکار و خیالات تھے اور وہ اسلامی سلطنت کے آئین کو کن بنیادوں پر استوار کرنا چاہتے تھے اور اس آئین کی ان کے ہاں کیا خصوصیات تھیں۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جس مفکّر نے برّعظیم کی تقسیم اور اسلامی ریاست قائم کرنے کا تصور دیا، اُسی سے اس ریاست کے آئین کا تصوّر بھی لیا جائے بصورت دیگر اس سے بڑی نا انصافی نہیں ہو سکتی، کہ ایک آزاد ریاست قائم کرنے کے بعد اصل مقصد ہی کو فنا کر دیا جائے جس کی خاطر اس ریاست کے قیام کا تصوّر دیا گیا تھا۔

اب ہم "مُشتے نمونہ" کے طور پر ڈاکٹر صاحب کے چند اشعار پیش کرتے ہیں۔ جن سے ان کے اصل مقصد کی وضاحت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ آئین کمیشن کے سوالنامے کا جواب دیتے وقت ڈاکٹر صاحب کے افکار کو پیشِ نظر رکھیں تاکہ وہ آئین کمیشن کی غلط رہنمائی کے مرتکب نہ ہوں۔

سب سے پہلے آنے والے دَور کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی پیش بینی ملاحظہ فرمایئے در اصل ڈاکٹر صاحب مسلمانوں کو متنبّہ کرتے ہیں کہ وہ اسلامی تصوّرِ حیات کو قائم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ دُنیا کے حالات کا رُخ بڑی تیزی سے اس طرف پھرتا نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

سُنا دیا گوشِ منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا پھر استوار ہو گا
نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قُدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

یہ اسلام کی انقلابیّت کا کارنامہ تھا کہ رُومی و ایرانی سلطنتوں کو مٹا کر اسلام کا عادلانہ نظام قائم کیا گیا۔ آج بھی ظالمانہ نظام قائم ہیں جو اسلام کے عادلانہ نظام کو دعوتِ انقلاب دے رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ سب سے پہلے اس عادلانہ نظام کا ایک نمونہ کسی ملک میں قائم کر کے دکھایا جائے؟ یہی تھا وہ محرک جس کی بنا پر ڈاکٹر صاحب ایک اسلامی ریاست چاہتے تھے۔ یورپ جو اس وقت رومی و ایرانی سلطنتوں کی طرح ظالمانہ نظام کا علمبردار ہے اسے چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
جسے کھرا تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہو گا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

اس تمہید کے بعد مندرجہ ذیل اشعار میں ان کے خیالات و افکار کا جوش دیکھیئے!

### مُسلمانوں کی اِنقلابیّت کا آغاز

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

---

### دین و سیاست

اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسُولِ ہاشمی
ان کی جمعیّت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مُستحکم ہے جمعیّت تری
دامنِ دیں ہاتھ سے چھُوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رُخصت تو ملّت بھی گئی

### احکامِ الٰہی کی اہمیت

اگر مُلک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تُو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی

### اسلامی آئین کی اصل بُنیاد اطاعتِ الٰہی پر ہے

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حُکمراں ہے اِک وہی باقی بُتانِ آذری

### مغربی جمہوریت کی نقاب کُشائی

ہے وہی سازِ کُہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری
دیوِ اِستبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری
گرمئ گُفتار اعضائے مجالس الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری

---

### اسلامی آئین، مزدور و سرمایہ دار

بندۂ مزدُور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیامِ کائنات
اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
دستِ دَولت آفریں کو مُزد یوں ملتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدُور مات
اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دَور کا آغاز ہے

---

### اسلامی آئین کی خصوصیّت کہ وہ صدق، عدل اور انقلابیّت کا مظہر ہے

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

(باقی صفحہ ۲۴ پر)

جناب محمد عظمت اللہ صاحب علوی بھاگلپوری

# حکمرانی...؟

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جس قدر یا جس نوعیت کی اچھائیاں یا بُرائیاں پھیلتی ہیں۔ ان سب کی جڑ حکومت وقت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ انتظامات و اختیارات حکمرانوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ افراد و ارکان دولت اگر نیک خداترس و خداپرست اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے والے ہیں تو یہ حکومت رعایا کے لئے عین رحمتِ خداوندی ہے۔ ورنہ غضب الٰہی۔ کیونکہ حکام کی غیر ذمہ دارانہ حرکات وسکنات ظلم وستم میں اتنا اثر ہوتا ہے۔ جو دنیا کے کسی فساد میں نہیں ہوتا اور علم و عمل فرمانروائی کی ایسی مضبوط و غیر متزلزل بنیادیں ہیں۔ جن کو دُنیا کی کوئی طاقت نہیں ہلا سکتی۔ حاکم کا یہ فرض ہے کہ شب و روز یہ خیال رکھے کہ حق تعالےٰ نے مجھے کس لئے کرسی یا تخت نشین بنایا ہے۔ میری ابتدا قطرہ پانی اور انتہا ایک مشتِ خاک کے سوا اور کیا ہے جو احکم الحاکمین کی مرضی کے مطابق کام ہوا وہ میرا ذخیرہ ہے۔ باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا۔ جب یہ باتیں ذہن نشین کر لے گا۔ تو اس کے لئے حکمرانی بہ نصرت ایزدی آسان سے آسان تر ہو جائے گی۔ اور سب پریشانیاں اور الجھنیں ختم ہو جائیں گی۔ کیونکہ حاکم عادل و خداپرست جب احکام الٰہی کے مطابق حکومت کرتا ہے تو اس کا ہر فعل ایک عبادت ہے جو حق تعالیٰ کی غیبی و ظاہری نصرتوں کو اپنی طرف بدرجہ اتم مبذول کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے۔ صادق و مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بادشاہ کا ایک دن کا عدل ساٹھ برس کی لگاتار عبادت کرنے سے افضل ہے۔ کیونکہ عبادت سے صرف اپنی جان جہنم سے بچانا مقصود ہے۔ اور عدل میں تمام مخلوق خدا پر رحم کھانا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ سات آدمی قیامت کو عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ ان میں پہلا بادشاہ عادل ہوگا۔ جو بادشاہ اللہ کی مخلوق پر رحم کھانے والا ہو۔ اللہ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دیگا ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ بادشاہ عادل کیلئے ساٹھ صدیق مستعد عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اور فرمایا بادشاہ عادل احکم الحاکمین کا بہت ہی مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم اللہ تعالےٰ کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے۔ فرمایا اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ تمام رعایا کے عمل نیک جتنے ہوتے ہیں ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے عمل نیک فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں۔ اس کی نماز ستر ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

جب یہ امر ہے تو اس سے زیادہ کون سا نفع بخش کام ہوگا۔ اور جو شخص اس نعمتِ عظمٰے کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے خداداد اختیارات کو مخلوق خدا پر ناجائز استعمال کرکے اپنی خواہشات کو پورا کرتا رہے۔ اس سے زیادہ تباہ حال و اخروی عذاب کا مستحق کون ہوگا۔

بلکہ اس روش پر گامزن شخص ملک ملت کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب دین سے بے تعلقی ہے۔ اگر دین سے تھوڑا سا بھی لگاؤ ہو تو دنیا و آخرت کا اس قدر نقصان نہ ہو۔

لہٰذا نیک سیرت خداترس۔ منصف مزاج ملک و ملت کے بہی خواہان حکام اور قوم و ملک کے ذمہ دار نفوس کی یاد دہانی کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں حکمرانی کے ایسے دس قاعدے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ملک و ملت کا انتظام اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہو سکتا ہے۔

## حکمرانی کے دس ۱۰ اصول

(۱) جو مقدمہ پیش ہو تو حاکم اوّل اپنے آپ کو رعیت خیال کرے اور غیر کو حاکم۔ پھر جو اپنے لئے پسند نہ کرے وہ دوسرے کے لئے بھی اچھا نہ سمجھے۔ اگر اس کے برعکس کرے گا تو عنداللہ دغاباز اور خائن شمار ہوگا۔ بدر کی لڑائی کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سایہ میں اور صحابہ کرامؓ دھوپ میں بیٹھے تھے تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپؐ سایہ میں اور باقی لوگ دھوپ میں بیٹھے ہیں۔ اس تھوڑی سی بات پر بھی گلہ ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوزخ سے نجات پانے کو پسند رکھتا ہو اور جنت کا مشتاق ہو۔ اسے چاہیئے کہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہوا دنیا سے رخصت ہو اور جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتا کسی کے لئے بھی پسند نہ کرے اور جو شخص صحیح الحالت میں اُٹھے کہ اس کا جی علاوہ خدا کے کسی اور چیز سے لگا ہوا ہو تو وہ مرد خدا نہیں ہے اور اگر وہ مسلمانوں کے کام اور ان کی خدمت سے مستغنی ہے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

(۲) بادشاہ اور حاکم اپنے دروازے پر حاجتمندوں کا انتظار باعثِ نقصان سمجھے اور اس خطرے سے پرہیز کرتا رہے۔ جب تک صاحب حاجت کی ضرورت پوری نہ کرلے۔ تب تک کسی نفلی عبادت میں ہرگز مشغول نہ ہو۔ کیونکہ نفلی عبادت سے حاجتمندوں کی ضرورت برآری کرنا افضل ہے۔ ایک دن خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ظہر کے وقت تک خدمت خلق میں مصروف رہے۔ جب آپ تھک گئے تو آرام لینے کو تھوڑی دیر گھر تشریف لے گئے۔ آپ ابھی گھر جا کر لیٹے ہی تھے۔ کہ آپ کے بیٹے نے آکر عرض کیا یا امیر المومنین آپ کس سبب سے اطمینان میں ہیں۔ شاید آپ کو اس وقت موت آجائے اور کوئی حاجتمند انتظار میں ہو تو آپ عنداللہ قصوروار ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹے درست کہتے ہو۔ آپ فوراً اُٹھ کر واپس تشریف لے گئے۔

(۳) حکمران قانع ہو اور سب عیش و عشرت کا تارک اور سپاہی ہو کیونکہ بغیر ان اوصاف جمیلہ کے عدل و انصاف حق رسی محال ہے جو سلطنت کی رُوح ہے۔ امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے حضرت سلمانؓ سے دریافت فرمایا کہ میرا حال جو تمہارے ناپسند ہو۔ کہہ سُنا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بار دو طرح کا سالن آپ کے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو کُرتے رکھتے ہیں۔ ایک رات کا اور ایک دن کا۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔

(۴) حاکم و بادشاہ رعیت سے نرمی برتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حاکم رعیت سے نرمی برتتا ہے۔ خدا تعالےٰ قیامت کو اس کے ساتھ نرمی برتے گا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرے تو بھی اس سے نرمی کرنا۔ اور جو سختی کرے تو بھی اس کے ساتھ سختی کرنا۔ اور فرمایا کہ حاکم حکومت کا حق بجا لائے تو حکومت اس کے حق اچھی ہے اور جو اس میں قصور کرے اس کے لئے بُری ہے ہشام بن عبدالملک خلیفہ نے علامہ ابو عازمؒ سے دریافت فرمایا کہ حکومت میں نجات حاصل ہونیکی کیا تدبیر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو درہم بادشاہ یا حاکم نے حلال لے کر مستحقین پر صرف کرے۔ فرمایا یہ کون کر سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کر سکتا ہے جس کو عذاب قبر کی طاقت نہ ہو اور جنت و رضا الٰہی کا طالب ہو۔

(۵) بادشاہ یا حاکم یہ کوشش کرے کہ قانون سماوی کے مطابق رعایا اس سے خوش رہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے بدتر

وہ حاکم ہیں جو تمہیں دشمن رکھیں اور تم ان کو دشمن رکھو وہ تمہیں لعنت کریں اور تم ان کو لعنت کرو۔ حاکم کو کسی کی تعریف کرنے سے مغرور نہیں ہونا چاہیئے اور یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سب اس سے خوش ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ڈر کے مارے اس کی تعریف کر رہے ہوں۔ بلکہ حاکم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے معتبر ذرائع سے اپنا غائبانہ حال لوگوں سے دریافت کراتا رہے۔ کیونکہ انسان اپنے عیوب دوسروں ہی کے ذریعہ جان سکتا ہے۔

(۶) حاکم بادشاہ آسمانی احکام کے خلاف عمل پر کسی کی رضامندی نہ تلاش کرے۔ کیونکہ اس کی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ یہ ضروری بات ہے کہ جب حاکم ظالم کو سزا دے گا۔ تو ظالم کے مددگار ناراض ہوں گے اور دوسرے خوش تو فریقین کو خوش کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا وہ بڑا نادان ہے جو مخلوق کی رضامندی کے لیئے خدا کو چھوڑ دے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجئے۔ حضرت صدیقہؓ نے جواب لکھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلائق کی خوشی میں حق تعالیٰ کی خوشی چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور مخلوق کو اس سے خوش کر دیتا ہے۔ اور جو شخص حق تعالیٰ کی ناخوشی میں مخلوق کو خوش کرنا چاہتا ہے تو خدا اس سے ناخوش ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔

(۷) حاکم اور بادشاہ پر لازم ہے کہ مرتبہ حکومت کو بڑا خطرناک کام سمجھے کیونکہ خلق خدا کا کفیل ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جس کو حق تعالےٰ اس کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اس کے برابر کوئی سعادتمند اور نہیں ہے۔ اگر اس میں قصور و تساہل کرتا ہے۔ تو اس سے نیچے اور کوئی شقاوت کا درجہ نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑ کر مجمع قریش میں تقریر فرمائی کہ قریش جب تک تین کام کرتے رہیں گے۔ تب تک قریش ہی میں سے سلاطین و حکام پیدا ہوتے رہیں گے۔ لوگ اگر ان سے مہربانی چاہیں تو مہربانی کریں۔ جو شخص ایسا نہ کرے گا۔ تو اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت۔ خداوند تعالیٰ نہ اس سے فرض قبول کرے نہ سنت۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو کوئی دو آدمیوں پر بھی حکمران ہو اور وہ ظلم و ستم کو روا رکھتا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ فرمایا تین آدمی ہیں۔ جن پر قیامت کو خدا نظر رحمت نہیں کرے گا۔ اوّل سلطان دروغ گو۔ دوسرا بوڑھا زناکار۔ تیسرا فقیر متکبر و لاف زن۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مشرق و مغرب کا ملک عنقریب تمہیں فتح ہوگا۔ اور وہاں کے عمال دوزخ میں پڑیں گے۔ مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوےٰ اختیار کرے۔ اور امانت گزار رہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ جس حاکم کو خدا تعالےٰ نے رعیت حوالے کی ہو۔ وہ اگر دغابازی کرے گا اور رعیت پر شفقت نہ کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اس پر بہشت کو حرام کر دے گا اور فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے سرداری دی اس نے ان کی ایسی نگہبانی نہ کی جس طرح کہ اپنے گھر والوں کی کرتا ہے تو اس سے کہدو کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔ اور فرمایا کہ میری اُمت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔ ایک بادشاہ ظالم دوسرا بدعتی جو دین میں فساد کر کے حد سے گزر جائے۔

اور فرمایا کہ ظالم بادشاہ پر قیامت کو بڑا عذاب ہوگا۔ فرمایا۔ پانچ آدمیوں سے خدا ناخوش ہے اگر دنیا میں ان کو عذاب دے تو سخت عذاب دے ورنہ دوزخ میں تو ان کی جگہ ہوگی۔ ان میں سے ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو ان سے لے لے لیکن ان کی داد رسی نہ کرے اور ان سے ظلم موقوف کرے دوسرا رئیس مالدار ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور وہ قوی و ضعیف کو برابر نہ سمجھے بلکہ طرفداری سے بات کرتا ہو۔ تیسرا وہ شخص ہے۔ جس نے مزدوری کرا کر عوضانہ روک لیا ہو چوتھا وہ جو اپنے اہل و عیال کو خدا تعالےٰ کی اطاعت کا حکم نہ کرے اور نہ ان کو دین کی بات سکھائے۔ اور نہ ان کے خرچ وغیرہ کا خیال کرے۔ پانچواں وہ شخص ہے جو مہر وغیرہ کے بارے میں اپنی جورو پر ظلم کرے۔

فرمایا جس کی دس آدمیوں پر بھی حکومت ہوتی ہے اس کو قیامت کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے خدا کے حضور میں لایا جائے گا۔ اگر وہ نیک ہوگا تو خلاصی پائے گا۔ ورنہ ایک براں مزید کردی جائیگی۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اس دن جبکہ یہ اس کے روبرو حاضر ہوگا۔ مگر وہ جس نے داد رسی کی ہو۔ حق ادا کیا ہو۔ طمع کے موافق حکم نہ کیا ہو۔ قرابت والوں کی بیجا حمایت نہ کی ہو۔ کسی ڈر یا لالچ کی وجہ سے حکم نہ بدلا ہو۔ کتاب اللہ کو پیش نظر رکھ کر دنیا میں حکمرانی کی ہو۔

آپ نے فرمایا کہ قیامت کو جملہ حکام کو احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر کیا جائے گا۔ اور ارشاد ہوگا کہ تم میری بکریوں کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے۔ میرے حکم سے زیادہ تم نے کسی پر کیوں حد لگائی اور سزا دی۔ عرض کریں گے کہ اے احکم الحاکمین اس غصہ کی وجہ سے کہ انہوں نے تیرے حکم کی خلاف ورزی کی تھی۔ حکم ہوگا کہ میرے غصہ سے تمہارا غصہ زیادہ تھا۔ جن حکام نے حد لگانے میں رعایت برتی ہو گی۔ ان کو حکم ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کم سزا کیوں دی۔ عرض کریں گے کہ اے الہ العالمین ہم نے ان پر رحم کیا۔ ارشاد ہوگا۔ کیا تم مجھ سے زیادہ رحیم تھے۔ اس کے بعد دونوں گروہوں کو پکڑ کر دوزخ کے گوشے ان دونوں سے بھر دیئے جائیں گے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ کسی حاکم کی تعریف نہیں کرنا۔ خواہ وہ نیک ہو خواہ بد۔ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حاکم خواہ ظالم ہو خواہ عادل صراط پر ٹھہرائے جائیں گے۔ پھر حق تعالےٰ صراط کو حکم دینگے کہ انہیں ایک جھٹک دے۔ جس جس نے حکم میں ظلم کیا ہوگا۔ یا رشوت لے کر فیصلہ کیا ہوگا یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سنی ہوگی۔ یہ سب دوزخ میں گر پڑیں گے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لباس بدل کر جب نکلتے تو اپنے متعلق لوگوں سے دریافت کیا کرتے کہ داؤد کیسا ہے۔ ایک بار حضرت جبرئیلؑ امین آدمی کی صورت میں آپ کے سامنے آئے۔ آپ نے حسب عادت ان سے بھی یہی سوال کیا۔ جبرائیلؑ امین نے جواب دیا کہ داؤدؑ بڑا نیک مرد ہے۔ اگر بیت المال سے نہ کھائے۔ بلکہ اپنا کما کر کھائے۔ داؤد علیہ السلام عبادت خانہ میں گئے اور دعا مانگی کہ اے مولا مجھے کوئی دستکاری سکھا دے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں۔ حق تعالیٰ نے آپ کی دعا منظور فرمائی اور آپ کو زرہ بنانے کی تعلیم بخشی۔

بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت اقدس میں اپنا قاصد بھیجا تاکہ آپ کی صورت و سیرت و دیگر حالات معلوم کر کے آئے۔ ایلچی نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسلمانوں سے ان الفاظ سے آپ کو دریافت کیا اَیْنَ مَلِکُکُمْ یعنی تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ نہیں۔ ہمارا امیر ہے جو ابھی شہر سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ ایلچی نے باہر نکل کر آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ دھوپ میں سوئے ہوئے ہیں اور چہرہ مبارک سے پسینہ اس قدر ٹپک رہا ہے کہ زمین تر ہو چکی ہے۔ اور بجائے تکیہ کے زرہ یا کوڑا مبارک سر کے نیچے رکھا ہوا ہے یہ حال دیکھ کر ایلچی پر بڑا اثر ہوا کہ ہائے جس کی ہیبت سے تمام روئے زمین کے بادشاہ لرزاں و بیقرار ہے۔ تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو۔

پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ نے عدل کیا اس وجہ سے بے کھٹک سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے جس کی بنا پر خواہ مخواہ ہراساں رہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین حق ہے۔ اگر میں قاصد بن کر نہ آتا تو آج ہی مسلمان ہو جاتا۔ انشاءاللہ پھر حاضر ہو کر گوہر ایمانی سے اپنا دامن مقصود پر کرونگا

لہٰذا حاکم کا فرض ہے کہ علمائے ربانی اور پرہیزگار لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑے اور بے عمل اور لالچیوں سے بچے

(۸) بادشاہ اور حاکم و امیر کو علمائے حقانی کی ہمنشینی اپنے اوپر لازم سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ انکی صحبت سے دل زندہ اور لالچی لوگوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ لالچی لوگ بے جا تعریفیں اور مکر و حیلہ ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور حکام کے عیوب ان کی آنکھوں کے سامنے خوبیوں میں تبدیل کرکے دکھاتے ہیں۔ تاکہ حق رسی تک اس کی رسائی نہ ہو۔ اور وہ اس کو اسی طرح اندھیرے میں رکھ کر اپنا اُلو سیدھا کرتے رہیں۔

علمائے حقانی وہ لوگ ہیں جو کسی سے لالچ و طمع نہ رکھیں اور حق بات کہنے سے نہ رُکیں۔

حضرت شفیق بلخیؒ خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون رشید نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ زاہد بلخ آپ نے فرمایا نہیں شفیق ہوں۔ زاہد نہیں ہوں۔ ہارون الرشید نے عرض کیا کوئی نصیحت کرو۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند کریم نے تجھے صدیق اکبر کی جانشینی دی ہے۔ جس طرح خدا ان سے صدق چاہتا تھا۔ اسی طرح تجھ سے بھی صدق چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ نے تجھے صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ کی جگہ دی ہے۔ جس طرح ان سے حق و باطل میں فرق چاہتا تھا۔ اسی طرح تجھ سے چاہتا ہے حضرت عثمان ذی النورین کی جگہ دی گئی اور یہ اللہ کا عطیہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح ان سے شرم و حیا چاہی ہے۔ اسی طرح تجھ سے بھی حیا چاہتا ہے۔ اور جناب علی مرتضےٰ کی جگہ تجھے بٹھایا ہے۔ جس طرح ان سے علم و عدل چاہا گیا تھا۔ اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے۔ ہارون الرشید نے کہا اور نصیحت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ایک قید خانہ بنا رکھا ہے۔ جس کو دوزخ کہتے ہیں تجھ کو اس کا دربان بنا رکھا ہے اور تین چیزیں تجھے دی ہیں۔ (۱) بیت المال کا مال (۲) تلوار (۳) تازیانہ اور حکم فرمایا ہے کہ تو ان تینوں چیزوں کے ذریعہ سے لوگوں کو جہنم سے اس طرح بچا کہ جو غریب و محتاج تیرے پاس آئے اس کو مال سے محروم نہ کر۔ جو خدا کی نافرمانی کرے۔ اُسے تازیانے سے مار۔ جو کوئی ناحق قتل کر ڈالے۔ ولی مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی مار ڈال۔ اگر ایسا نہیں کرے گا۔ تو دوزخ میں سب سے پہلے تو جائیگا اور لوگ تیرے پیچھے۔ ہارون الرشید نے عرض کیا کچھ اور۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایک چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا میں نہریں ہیں۔ چشمہ اگر صاف اور روشن ہو۔ تو نہریں گدلی کچھ نقصان نہیں دیتیں۔ اگر چشمہ صاف اور روشن نہ ہو تو نہروں کی صفائی کی اُمید نہ رکھنا چاہیئے

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید اپنے مصاحب عباسؓ کے ساتھ حضرت فضیل عیاضؒ کی خدمت میں گیا۔ جب ان کے دروازے پر پہنچا تو آپ قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝

(پ ۲۵)

ہارون الرشید نے کہا اگر ہم نصیحت لینا چاہیں تو یہ آیت ہمارے لئے کافی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے بُرے کام کئے یہ کہ برابر رکھیں گے اُن کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے۔ برابر ہے اُن کی زندگی اور موت بُرا حکم تھا جو انہوں نے کیا۔

پھر رشید کے حکم سے عباسؓ نے دستک دی اور عرض کیا کہ امیر المومنین آتے ہیں۔ دروازہ کھولو۔ اندر سے جواب ملا کہ میرے پاس امیر کا کیا کام ہے عباسؓ نے کہا کہ امیر کی اطاعت کرو۔ تب انھوں نے دروازہ کھولا۔ رات کا وقت تھا۔ دروازہ کھُلتے ہی چراغ گُل کردیا گیا۔ اندھیرے میں ہارون الرشید نے ادھر ادھر ہاتھ مارے۔ جب فضیلؒ سے مصافحہ کیا تو حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر جہنم سے نہ بچے تو افسوس ہے۔ پھر فرمایا۔ امیر المومنین قیامت کو حق تعالےٰ کے سامنے جواب کے لئے تیار رہ۔ کیونکہ خداوند عادل و قادر مطلق نے تجھ سے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر انصاف و بے انصافی کے متعلق سوال کرنا ہے۔ ہارون رونے لگا۔ عباسؓ نے کہا اے فضیلؒ خاموش رہ تم نے امیر المومنین کو مار ہی ڈالا۔ اس کے جواب میں حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ہارون میں تجھے کہہ دیتا ہوں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اس سے ہاتھ کھینچ اور جو دوسروں کا مال ہے انہیں واپس پھیر دے۔ میں اس کا حق دار نہیں ہوں۔

اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید رخصت لے کر چلا گیا

ایک مرتبہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے محمد بن کعب القرظیؒ سے کہا کہ عدل کی تعریف کرو۔ فرمایا کہ جو مسلمان تم سے چھوٹا ہو۔ اس کو اپنی اولاد سمجھو اور ان سے ایسا برتاؤ کرو جیسا باپ بیٹے سے کرتا ہے اور جو مسلمان تجھ سے بڑا ہے۔ اس کو اپنے والد کی جگہ سمجھ اور اس سے وہی برتاؤ اور سلوک کرو جو اپنے بڑوں سے تجھے کرنا ضروری اور فرض ہے جو تیرے برابر کا ہو اس کو اپنا بھائی سمجھ اور بھائی کا سا سلوک کر اور ہر قصور وار کو اسکی بدعملی کے مطابق سزا دے۔ خبردار کسی کو اپنی نفسانیت اور غصہ کی وجہ سے تازیانہ نہ مار ورنہ تیری جگہ جہنم ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت ابو قلابہؒ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی خلیفہ باقی نہیں رہا۔ سوائے تیرے۔ عرض کیا گیا کہ کچھ اور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خدا سے مدد لیتا رہے تو تجھے کس کا ڈر ہے اور وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کس کی پناہ میں رہے گا۔ خلیفہ نے فرمایا جو آپ کا فرمان تھا میرے لئے کافی ہے۔ اس لئے کہ اصل بات ہاتھ لگ گئی

خلیفہ سلیمان عبد الملک نے ایک دن سوچا کہ میں نے دنیا میں رہ کر اس قدر عیش کی دیکھئے قیامت میں میرا کیا حال ہو۔ حضرت ابو حازمؒ کے پاس جو اس وقت کے کبار علماء و زہاد میں سے تھے۔ آدمی بھیجا کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار فرماتے ہیں۔ اس میں سے مجھے بھی بھیج دیں۔ حضرت حازمؒ نے گندم کی تھوڑی سی بھوسی بھون کر بھیج دی کہ فرمایا کہ رات میں بھی یہی کھایا کرتا ہوں۔ سلیمان کے دل پر اس کو دیکھ کر بڑا اثر ہوا اور رو پڑے کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے تین روزے پے در پے رکھے۔ لیکن کچھ نہ کھایا تیسرے روز شام کو اسی سے روزہ افطار کیا۔ اسی رات سلیمان بن عبدالملک نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی تو عبدالعزیز پیدا ہوا۔ اور اس سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوا جو عدل و انصاف میں فاروق اعظمؓ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے قدم بقدم رہا۔ اہل حق نے کہا کہ اس کی اس نیک نیتی کا پھل تھا۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ میں ایک دن اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ اس نے کہا میاں اس رات کو یاد کرو جسکی صبح قیامت ہوگی۔ بس اس کی یہ بات میرے دل پر اثر کر گئی۔ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیزؒ نے ابو حازمؒ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجیئے۔ انہوں نے کہا کہ زمین پر سویا کرو۔ موت کو سرہانے یقین رکھو اور جس چیز کو تو روا رکھتا ہے۔ اس میں موت کا دھیان رکھ۔ اور جس چیز کو تو روا نہیں رکھتا۔ اس سے دُور رہ۔ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو۔

(۹) حاکم فقط اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود تو ظلم و ستم سے بچے اور ماتحتوں کا خیال تک نہ ہو۔ بلکہ اپنے ماتحتوں کو ہر قسم کے ظلم اور ستم اور گناہوں سے بچنے کی تاکید کرنا اور ہر ممکن ذرائع سے اُن کو بچانا حاکم و بادشاہ پر اوّلین فرض ہے۔ کیونکہ ہر حاکم و سردار سے قیامت کو سوال ہوگا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عامل حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ سب سے بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا نیکبخت ہو اور سب سے بڑا بدبخت عملدار وہ ہے جس سے رعایا بدبخت ہو۔ خبردار فراخ رو نہ کرنا کہ تمہارے عمال یعنی ماتحت ایسا ہی کریں گے۔ اس وقت تمہاری مثال اس چار پائے کی سی ہو جائیگی جو گھاس دیکھ کر حرص سے بہت کھا جائے تاکہ فربہ ہو۔ آخر وہی فربہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے اور لوگ اس کو ذبح کرکے کھا جائیں۔ کتب سابقہ یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں بھی یہی ہدایات ہیں کہ اگر بادشاہ کے عامل سے ظلم سرزد ہو اور بادشاہ چپ رہے تو وہ ظلم گویا بادشاہ خود کر رہا ہے۔ اس پر اس کو سخت گرفت ہوگی۔ حاکموں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ کوئی اس سے زیادہ بے وقوف و نقصان رسیدہ نہ ہوگا۔ جو اپنے دین و آخرت کو اور دائمی عیش اخروی کو صرف دو دن دنیا کے عوض میں برباد کردے

اب دُنیا میں یہ عام رواج ہو چکا ہے اور یہ بات عادت میں داخل ہو چکی ہے کہ دینی و دنیوی خدمت محض دنیا جمع کرنے کی غرض سے ہوتی ہے اور حکام و نوکر اپنی لغزشوں اور بد کرداریوں کو والیٔ ملک کے سامنے یا افسران بالا کے روبرو اس خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں کہ ان کو اس قصور میں اپنا ساتھی بنا لیں اور جو سزا عند اللہ ان کے لئے تجویز ہو چکی ہے۔ اس میں ان کو بھی شریک کر لیں۔

ملک و قوم کا سب سے بد تر دشمن ایسے لوگوں کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے جو چند کوڑیوں کے لئے دو چند یوم کی ختم ہونے والی راحت کی خاطر ملک و قوم کی بربادی کا سامان کریں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو حکام اپنے عاملوں۔ ماتحتوں۔ نوکروں اور اولاد کو عدل پر نہیں رکھ سکتے۔ وہ رعایا پر کس طرح کنٹرول کر کے ان کو عدل و انصاف کا سبق دے سکتے ہیں۔

عدل کمالِ حق سے پیدا ہوتا ہے اور کمالِ حق یہ ہے کہ آدمی ہر کام کو واقع کے مطابق دیکھے اسکے ظاہر پر ہرگز فریفتہ نہ ہو۔

آدمی جب عدل سے دریغ کرے گا تو دنیا کی وجہ سے کریگا تو غور کرے کہ مجھے دنیا سے مقصود کیا ہے؟ اگر اس کا دل اچھے اچھے عمدہ کھانوں کی طرف راغب ہے تو یہ سمجھ لے کہ میں بصورت آدمی چار پایا ہوں کیونکہ محض خورد و نوش خاصہ چوپایوں کا ہے۔ اگر دل کو لباس و زیب تن مرغوب ہے تو یہ یقین کر لے کہ عورت بصورت آدمی ہے کیونکہ یہ خاصہ عورتوں کا ہے اور اگر یہ چاہے کہ میں اپنے ماتحتوں یا مقابل پر بیجا غصہ اتاروں تو درندہ بصورت آدمی ہے۔ کیونکہ یہ خاصہ درندوں کا ہے اور اگر بے جا غصہ کر کے اپنی عزت افزائی کی سعی کرے گا تو یہ جاہل بصورت عاقل ہے۔ اگر عاقل ہوتا تو سمجھ لیتا کہ یہ سب حیلہ جات نفسانی ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کی خدمت نہ کی جائے تو قریب نہیں آتے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ سب خواہش کے بندے ہیں۔ اگر خدا کے بندے ہوتے تو ہر حالت میں خدمت خلق و وطن کو مدِّ نظر رکھ کر شمع اتباع نبوت کی روشنی میں خوب کام کرتے۔

الغرض عقل ان تمام چیزوں سے پاک ہے اور عقلمند وہ ہے جو بجائے ظاہر کے ہر کام میں روح دیکھے جو ایسا نہیں۔ وہ عاقل و عادل بھی نہیں۔

(۱۰) بادشاہ اور حاکم متکبر نہ ہوں۔ اس لئے کہ تکبر کی وجہ سے معمولی بات پر عقل مغلوب ہو جاتی ہے جب عقل مغلوب ہو گی تو خواہ مخواہ بیگناہوں پر ظلم و ستم ہو گا پھر تو اس کے ماتحتوں کی بیجا حرکات کا خدا ہی حافظ۔

لہٰذا اگر ایسا موقعہ آ جائے تو حاکم عفو کو اپنا پیشہ بنا لے اور غصہ کو رفع کرنے کی کوشش اس طرح کرے وضو کرے۔ اپنی جگہ سے کھڑا ہو جائے۔ پانی پی لے یہ علاج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے ہیں اور اپنے دل کو اس طرح سمجھائے کہ اگر میں عفو و کرم اور بُردباری کا پیشہ اختیار کرونگا تو انبیاءؑ صحابہؓ اور بزرگانِ دین کی معیت نصیب ہو گی اور غصہ وری کا پیشہ اختیار کروں گا۔ تو شیاطین اور درندوں کا ساتھی ہونگا۔ بلکہ اُن سے بھی بدتر۔

ابو جعفر خلیفہ نے ایک خاطی کے قتل کا حکم دیا مبارک بن فضالہؒ جو وہاں موجود تھے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن لیں۔ پھر قتل کرائیں ابو جعفر نے کہا فرمایئے۔ کہا کہ حسن بصری سے روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرمؐ نے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالےٰ تمام خلقت کو ایک میدان میں جمع کریں گے تو ایک منادی ہو گی کہ جس کو اللہ تعالےٰ کے سامنے جانے کی ہمت ہو اُٹھے۔ کوئی نہیں اُٹھے گا۔ مگر وہ شخص جس نے کسی کی خطا معاف کی ہو۔ یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہی خلیفہ نے اس خاطی کی خطا معاف کی اور رہا کر دیا۔

حاکم کو غصہ بہت سے وجوہ سے آتا ہے۔ منجملہ زباندرازی ہے جو شخص اس کے سامنے زباندرازی کرتا ہے اس کو یہ کچا کھا جانا پسند کرتے ہیں۔

اس وقت ان حکام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ نصیحت جو انہوں نے ایک موقع پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کی تھی۔ یاد کرنی چاہیئے۔ اگر تجھے کوئی سچی بات صاف کہہ دے تو تجھے اس کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حقیقت سے تجھے خبردار کر رہا ہے۔ اگر حقیقت موافق نہیں تو اس میں بھی تو اپنا منافع سمجھ کر بردباری سے کام لے۔ اور منافع یہ ہے کہ قانون الٰہی کے مطابق تیرے اعمال میں ترقی ہو رہی ہے اور قانون الٰہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی خواہ مخواہ بدگوئی کریگا تو اس کے گناہ نامۂ اعمال میں اور اس کی نیکیاں اس کے نامہ میں لکھی جائیں گی۔ غور کا مقام ہے

حضرت سلطان الانبیاء علیہ السلام کی خدمت میں لوگوں نے ایک شخص کے متعلق عرض کیا۔ کہ وہ بڑا زور آور ہے۔ حضورؐ نے فرمایا وہ کیسا آدمی ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے کشتی کرتا ہے گرا دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا زور آور و بہادر وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے بر آئے نہ وہ جو کسی کو گرا دے۔

رسالتمآب علیہ السلام نے فرمایا۔ تین چیزیں ہیں جب آدمی ان کو پا لیتا ہے۔ تو مومن کامل بن جاتا ہے۔ جب غصہ آئے تو بے جا امر کا قصد نہ کرے۔ جب خوش ہو تو کسی کے حق سے نہ چوکے۔ جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ کسی کے خلق پر اعتماد نہ کرو تا وقتیکہ طمع میں اس کو آزما نہ لو۔ حضرت علی ابن حسین ایک مرتبہ مسجد تشریف لے جا رہے تھے کسی نے آپ کو گالی دی۔ غلاموں نے اس کو مارنے کا قصد کیا۔ آپ نے منع فرمایا اور اس کو یوں سمجھایا۔ اے عزیز جو عیوب ہمارے تم سے پوشیدہ ہیں۔ وہ ان سے بھی زیادہ ہیں جو تم کہتے ہو۔ بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہم سے پوری ہو سکے۔ یہ سُنکر وہ شخص بہت ہی شرمندہ ہوا۔ پھر آپ نے اپنے ملبوس شدہ کپڑے اتار کر اس کو عطا فرمائے۔ اور ایک ہزار درہم مزید عطا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ شخص واپس ہوا تو یہ کہتا ہوا سنا گیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بزرگ از فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے غلام کو دو مرتبہ کسی کام کو فرمایا۔ لیکن اس نے سن کر ہی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ آواز دینے سے بھی تو نہیں بولا۔ غلام نے عرض کیا کہ میں آپ کی وجہ سے بے خوف ہوں۔ اور خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جب میرا غلام ہی میرے ضرر سے بے خوف ہے تو دنیا بدرجہ اولیٰ بے خوف ہو گی۔

صادق و مصدوق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اس سے کوئی داخل نہیں ہو گا۔ مگر وہ جو خلاف قانون الٰہی غصہ کرے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں آپ کو تین باتیں بتلاتا ہوں تاکہ آپ اللہ تعالےٰ سے میری مُراد مانگیں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا باتیں ہیں۔ کہنے لگا۔ ایک تو یہ کہ حرارت و غصہ سے پُر حذر رہیں۔ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے۔ میں اس سے اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند سے۔ دوسرے عورتوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ جو مخلوق کو برباد کرنے کیلئے میں نے جال پھیلا رکھے ہیں۔ ان میں سے عورتوں پر مجھے بڑا اعتماد حاصل ہے۔ تیسرے بخل سے بچتے رہیئے۔ اس لئے کہ میں بخیل کا دین و دنیا دونوں تباہ کر دیتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور وہ بچ جائے تو حق تعالےٰ اس کے دل کو امن و امان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے ریا اور فروتنی کی وجہ سے حق تعالیٰ کے سامنے لباس فاخرہ سے بچتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو کرامت کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ افسوس ہے اس شخص پر جو غصہ میں آ کر اپنے پر خدائی غصہ کو بھول جائے

ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات تعلیم فرمائیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ خشمگین ہوا کر پس بہشت تیرے لئے ہے۔ اس نے عرض کیا کہ کچھ اور۔ فرمایا کہ نماز عصر کے بعد ستر بار استغفار کیا کر تاکہ تیرے ستر برس کے گناہ غفور الرحیم معاف کر دیا کرے

جناب عبدالرشید صاحب لدھیانوی موہن پورہ راولپنڈی

# "عملِ صالح"

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس تعلیم کو لے کر آئے اس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ انسان کی نجات دو چیزوں پر موقوف ہے ایک ایمان اور دوسری "عمل صالح" ایمان بنیادی اصولوں پر یقین کامل رکھنے کا نام ہے اور عمل صالح ان اصولوں کے مطابق عمل کا۔ کسی بات کا تنہا علم و یقین کامیابی کے لئے کافی نہیں جب تک اس علم و یقین کے مطابق عمل نہ ہو۔ اسلام نے انسان کی نجات اور فلاح کو انہیں دو چیزوں یعنی ایمان اور عمل صالح پر مبنی قرار دیا ہے لیکن افسوس ہے کہ عوام میں ایمان کو جو اہمیت حاصل ہے وہ عمل صالح کو نہیں۔ حالانکہ یہ دونوں لازم و ملزوم کی حیثیت سے عملاً یکساں اہمیت رکھتے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ایمان بنیاد ہے اور عمل صالح اس پر قائم شدہ دیوار یا ستون ہے۔ جس طرح بنیاد کے بغیر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح وہ دیوار یا ستون کے بغیر کھڑی بھی نہیں ہو سکتی۔ قرآن پاک نے انسان کی فلاح و کامیابی کے ذریعہ کو بیسیوں آیات میں بیان کیا ہے مگر ہر جگہ ایمان اور عمل صالح دونوں پر اس کو مبنی قرار دیا ہے اور ہر جگہ ایمان کو پہلی اور عمل صالح کو دوسری مگر ضروری حیثیت دی ہے۔ فرمایا۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (ترجمہ) زمانہ (مع اپنی پوری انسانی تاریخ کے) گواہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے۔ لیکن وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ زمانہ کی پوری انسانی تاریخ اس حقیقت پر شاہد عدل ہے کہ انھیں افراد اور قوموں پر فوز و فلاح اور کامیابی کے دروازے کھلے ہیں جنھیں ربانی حقائق کا یقین تھا اور اس یقین کے مطابق ان کے عمل بھی نیک ہوتے رہے۔ ایک دوسری آیت میں فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین حالت درستی میں پیدا کیا پھر اس کو سب سے نیچوں کے نیچے لوٹا دیا لیکن جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے تو ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

اس آیت میں انسانی فطرت کی بہترین صلاحیت کو پھر خود انسانوں کے ہاتھوں سے اس کی بدترین منزل تک پہنچ جانے کو بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس بدترین منزل کی پستی سے کون بچائے جاتے ہیں وہ جن میں ایمان کی رفعت اور عمل صالح کی پابندی ہے۔ یہود سے جن کو یہ دعویٰ تھا کہ بہشت انہیں کے ٹھیکہ میں ہے یہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

ترجمہ:۔ بے شک جو مسلمان ہیں اور جو یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے نہ تو ان پر ڈر ہے نہ وہ غم کھائینگے۔

اس آیت کا منشاء بھی یہی ہے کہ فلاح و نجات کا حصول کسی نسل و قومیت پر موقوف نہیں اور نہ کسی مذہب و ملت کی طرف رسمی نسبت پر ہے بلکہ احکام الٰہی پر یقین لانے اور ان کے مطابق عمل کرنے پر موقوف ہے۔ عدم ایمان اور بدکاری کا نتیجہ دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی اور ایمان اور نکوکاری کا نتیجہ دنیا و آخرت کی بہتری اور کامیابی اللہ تعالیٰ کا وہ ازلی قانون ہے جس میں نہ کبھی بال برابر فرق ہوا، اور نہ ہوگا۔ چنانچہ ذوالقرنین کی زبانی یہ فرمایا

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰی (کہف - ۱۱) (ترجمہ) اس نے کہا جو کوئی گناہ کا کام کرے گا تو ہم اس کو دنیا میں، سزا دیں گے۔ پھر جب وہ اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائے گا تو اس کو بری طرح سزا دیگا اور جو کوئی ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ تو اس کے لئے بھلائی کا بدلہ ہے۔

ایمان کے ہوتے ہوئے عمل سے محرومی تو محض فرض ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں عمل کی کمی ہے۔ اسی کے بقدر ایمان میں بھی کمزوری ہے۔ کسی چیز پر پورا پورا یقین آ جانے کے بعد اس کے برخلاف عمل کرنا انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ آگ کو جلانے والی آگ یقین کر لینے کے بعد پھر کون اس میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ لیکن نادان بچہ جو ابھی آگ کو جلانے والی آگ نہیں سمجھتا وہ بارہا اس میں ہاتھ ڈالنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے عمل کا قصور ہمارے یقین کی کمزوری کا راز فاش کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ تنہا ایمان یا تنہا عمل کو نہیں۔ بلکہ ہر جگہ دونوں کو ملا کر نجات کا ذریعہ بتایا ہے قرآن پاک میں تھوڑے تھوڑے تغیر سے ۴۵ موقعوں پر یہ آیت ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے) اسلام کی نظر میں ایمان اور عمل باہم ایسے لازم و ملزوم ہیں جو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے اور نجات و کامیابی کا مدار ان دونوں پر یکساں ہے۔ البتہ اس قدر فرق ضرور ہے کہ رتبہ میں پہلے کو دوسرے پر تقدم حاصل ہے۔ یعنی بغیر ایمان کے اللہ کے یہاں اعمال صالحہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

الغرض قرآن سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ نجات کا مدار صرف ایمان پر نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ عمل صالح پر ہے اور یہی وہ سب سے بڑی صداقت ہے جس سے اسلام سے پیشتر مذاہب میں افراط اور تفریط نمایاں تھی۔ جیسا کہ عیسائیوں کے یہاں صرف ایمان پر نجات کا مدار ہے اور بودھ دھرم میں صرف نیکوکاری سے نروان کا درجہ ملتا ہے اور کہیں صرف گیان اور دھیان کو نجات کا راستہ بتایا گیا ہے۔ مگر پیغمبر اسلام علیہ السلام کے پیغام انسان کی نجات کا ذریعہ ایمان اور عمل صالح دونوں کو ملا کر قرار دیا ہے۔ یعنی پہلی چیز یہ ہے کہ ہم کو اسلامی اصولوں کے صحیح ہونے کا یقین ہو اس کو ایمان کہتے ہیں پھر یہ کہ ان اصولوں کے مطابق ہمارا عمل درست اور صحیح ہو۔ یہ عمل صالح ہے۔ ہر قسم کی کامیابیوں کا مدار انھیں دو باتوں پر ہے۔ کوئی مریض صرف طبی اصولوں کو صحیح ماننے سے بیماریوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ ان اصولوں کے مطابق عمل بھی نہ کرے۔ اسی طرح صرف اصول ایمان

کو تسلیم کر لینا انسانی فلاح و کامیابی کیلئے کافی نہیں جب تک ان اصولوں کے مطابق پورا پورا عمل بھی نہ کیا جائے۔ اس دنیا میں اللہ تعالےٰ نے ہر شئے کو ہمارے مادی اسباب کے تابع فرمایا ہے۔ یہاں کی کامیابی بھی صرف ذہنی عقیدہ اور ایمان سے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اس عقیدہ کے مطابق عمل بھی نہ کیا جائے صرف اس یقین سے کہ روٹی ہماری بھوک کا قطعی علاج ہے۔ ہماری بھوک دفع نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے لئے ہم کو جد و جہد کر کے روٹی حاصل کرنا اور اس کو چبا کر پیٹ میں نگلنا بھی پڑے گا، اس عقیدہ سے کہ ہم کو ہماری ٹانگیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں۔ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں پہنچ سکتے جب تک اس یقین کے ساتھ ہم اپنی ٹانگوں کو بھی خاص طور سے حرکت نہ دیں۔ یہی صورت ہمارے دوسرے دنیاوی اعمال کی ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں عمل کے بغیر تنہا ایمان نجات اور کامیابی کے حصول کے لئے کافی نہیں ہے۔ البتہ اس قدر صحیح ہے کہ صاحب ایمان بہرحال کافر اور منکر سے ہزاروں درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ صاحب ایمان کے کبھی نہ کبھی راہ راست پر آجانے اور نیک عمل بن جانے کی امید ہو سکتی ہے اور کافر و منکر کے لئے تو اول پہلی ہی منزل باقی ہے۔ نیک عمل بننا تو بعد کی بات ہے۔ اس لئے آخرت میں بھی صاحب ایمان، کافر و منکر کے مقابلہ میں یقیناً اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا زیادہ مستحق قرار پائے گا کہ کم از کم وہ اس کے فرمان کو صحیح باور تو کرتا تھا۔

## اعمال صالح کی قسمیں

"عمل صالح" کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس کے اندر انسانی اعمال خیر کے تمام جزئیات داخل ہیں تاہم مختصر طور پر اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق بندوں سے ہے۔ مثلاً اخلاق معاملات اور معاشرت وغیرہ اور دوسری وہ جس کا تعلق خاص خدا سے ہے اس کو عبادت کہتے ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ اسلام میں لفظ عبادت کو بڑی وسعت حاصل ہے، اس کے اندر ہر وہ کام داخل ہے۔ جس کی غرض خدا کی خوشنودی ہو اس لئے اخلاق و معاملات بھی اگر اخلاص کے ساتھ کئے جائیں تو وہ بھی عبادات میں داخل ہیں۔

بہرحال ایمان لانے کے بعد عملی زندگی میں اعمال صالحہ اور احکام الٰہی کی پابندی نجات و کامیابی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ کسی جاندار کے لئے غذا ضروری ہے اور اس کے برعکس جو بندہ اس دنیا میں احکام الٰہی سے بے پروا اور عمل صالح سے محروم رہے گا وہ مرنے کے بعد خون کے آنسو روئے گا۔ اور چلائے گا اور بڑی حسرت اور ندامت کے ساتھ یہ کہے گا۔

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا (ترجمہ، آپ ہم کو پھر دنیا میں لوٹا دیجئے تاکہ ہم عمل صالح کریں۔ جواب ملے گا احمق تو تو وہیں سے آرہا ہے اب تک تو نے کیا کیا تھا جو آئندہ کرے گا کیا تجھے اس حقیقت کی خبر نہیں تھی کہ ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

---

(آئین پاکستان بقیہ از صفحہ ۱۸)

فلسفہ یورپ کی خصوصیت ہوس پرستی اور سرمایہ داری ہے

وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونین میں تیغ کارزاری ہے
تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا!
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

### مغربی جمہوریت کا پوسٹ مارٹم

زمام کار گر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی
جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

### جمہوری نظام

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

---

### اسلام کا معاشی نظام

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدتِ کردار
جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

---

جس کھیت سے دہقان کو میسّر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو!

### غیر دینی نظام

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری

### اسلام کی سربلندی

اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقر غیور
کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

---

اسلام میں استبدادیت نہیں ہے

فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

### آزاد خیالی

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

### یورپین نظام کے ثمرات

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش

### لادین سیاست

مری نگاہ میں یہ سیاستِ لادین
کنیز اہرمن و دوں نہاد و مردہ ضمیر

---

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

---

# درود شریف

جناب عبد الخالق صاحب انصاری ہوشیارپوری (بہاولپور)

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(سورہ الاحزاب پ۲۲ ع ۷)

ترجمہ :- اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔

## شیخ الاسلام کا حاشیہ

"صلوٰۃ النبی" کا مطلب ہے"۔ نبی کی ثناء و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ" پھر جس کی طرف "صلوٰۃ" منسوب ہوگی۔ اسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے، جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے۔ یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے۔ اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں۔ اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو اللہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثناء اور اعزاز و اکرام کرتا ہے۔ اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی آگے مومنین کو بھی حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہئے علما نے کہا کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دعا کرنا ہے۔ حدیث میں ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! "سلام" کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا (یعنی نماز کی تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ) "صلوٰۃ" کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے جو نماز میں پڑھا کریں۔ آپ نے یہ درود شریف تلقین کیا" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ غرضیکہ حق تعالٰے نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجو نبی نے بتلا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہ ہی ہے۔ کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے۔ کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں یہ بھی اللہ کی رحمت ہے۔ کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف سے منسوب کر دی جائیں گویا ہم نے بھیجی ہیں حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہ ہی اکیلا ہے۔ کسی بندہ کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیا کی بارگاہ میں ان کے رتبے کے لائق تحفہ پیش کر سکتا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اُن کے ساتھ اُن کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ اُن پر اُن کے لائق رحمت اُترتی ہے۔ اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اُترتی ہیں۔ مانگنے والے پر اب جس کا جتنا جی چاہے اُتنا حاصل کر لے۔

اب چند احادیث درود شریف کے متعلق ملاحظہ ہوں۔

(۱) صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا۔ اللہ تعالٰے اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا (مسلم)

(۲) ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ اللہ تعالٰے اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرے گا۔ اور اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور دس درجے بلند فرمائے گا۔ (نسائی)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا۔ جو مجھ پر اکثر درود پڑھنے والا ہے۔ (ترمذی)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں۔ جو میری اُمت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں (نسائی۔ دارمی)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے۔ اور وہ درود نہ پڑھے ۔ (ترمذی)

(۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ۔ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو البتہ مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود میرے پاس پہنچتا ہے۔ خواہ تم کہیں ہو۔ (نسائی)

(۷) روایت میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا چہرہ بشاش تھا۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور فرمایا کہ آپ کے پروردگار نے فرمایا۔ کہ اے محمدؐ کیا تجھ کو یہ پسند نہیں ہے۔ کہ تیری اُمت میں سے کوئی شخص تجھ پر درود بھیجے۔ اور میں دس مرتبہ اس پر رحمت نازل کروں اور تیری اُمت میں کوئی تجھ پر سلام بھیجے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ (نسائی۔ دارمی)

(۸) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ آپ بتلائیے کہ میں اپنے اعمال و اوراد میں سے اس پر کتنا وقت صرف کروں۔ آپؐ نے فرمایا جس قدر تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے گا۔ تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا آدھا وقت مقرر کر دوں فرمایا جس قدر تو چاہے اگر زیادہ کریگا تو تیرے لئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا دو تہائی وقت مقرر کر دوں آپ نے فرمایا جسقدر تو چاہے۔ اگر زیادہ کریگا تو تیرے لئے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا اپنی دعا کا سارا وقت مقرر کر دوں آپؐ نے فرمایا یہ کفایت کریگا اور تیرے دین و دنیا کے مقاصد کو پورا کریگا اور تیرے گناہ دور کئے جائیں گے (ترمذی)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی)

(۱۰) ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اور ملائکہ اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ (احمد)

(۱۱) رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے اور پھر کہے اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (یعنی اے اللہ ٹھہرا اسکو اس جگہ جو مقرب ہے تیرے نزدیک قیامت کے دن) تو اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو جاتی ہے۔ (احمد)

(۱۲) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں اور دنوں کی نسبت زیادہ ثواب ملتا ہے اس لئے احادیث میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کیا کرو

## دعا کی مقبولیت

(۱۳) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے جب نماز کے بعد بیٹھا تو خدا کی تعریف کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر اپنے لئے دعا کی (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ دیا جائے گا۔ مانگ دیا جائے گا۔ (ترمذی)

(۱۴) حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان

معلق رہتی ہے ۔ اور اس میں سے کوئی چیز اُوپر نہیں چڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جب تک کہ تو درود نہ بھیجے اپنے نبیؐ پر (ترمذی)

حاصل یہ نکلا کہ جب تک آپؐ پر درود نہ بھیجا جائے ۔ اس وقت تک کوئی دعا قبول نہیں ہوتی ۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل ہم دعائیں مانگتے رہتے ہیں ۔ لیکن قبول نہیں ہوتیں یا تو ہم درود نہیں پڑھتے ۔ اگر پڑھتے ہیں تو نیت درست نہیں ہوتی ۔ اور اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے گویا کہ ہم مانگتے ہی نہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی دعا رد نہیں ہوتی ۔

## درود شریف کے متعلق چند مسائل

(۱) ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر عمر بھر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے ۔

(۲) اگر ایک ہی مجلس میں بار بار آپ کا اسم مبارک آئے تو ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے اس کے بعد مستحب ہے ۔

(۳) بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے مگر با وضو پڑھنا افضل ہے ۔

(۴) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سننے یا پڑھنے پر درود پڑھنا واجب ہے ۔ خواہ زور سے پڑھے خواہ آہستہ ۔

(۵) خطبہ کے دوران آپ کا اسم شریف آنے پر دل میں درود پڑھنا درست ہے ۔

(۶) کسی مجلس میں اُٹھتے اور بیٹھنے کے وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے

(۷) دعا کرتے وقت اوّل و آخر درود پڑھنا چاہیئے ۔

(۸) رات کو تہجد کے وقت اُٹھتے وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے ۔

(۹) روضہ اقدس کی زیارت کے وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے ۔

(۱۰) اذان سُننے کے بعد دعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الخ اور درود پڑھنا چاہیئے ۔

بقیہ حکمرانی صفحہ ۲۲ سے آگے :-

اس نے عرض کیا کہ میرے ستر برس کے نہیں ہیں آپؐ نے فرمایا کہ تیری ماں کے ۔ اس نے عرض کیا کہ میری ماں کے بھی نہیں ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر تیرے باپ کے ۔ عرض کیا ۔ حضورؐ میرے باپ کے بھی ستر برس کے گناہ نہیں ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تیرے مسلمان بھائیوں کے گناہ خدا بخش دے گا ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے ۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ خدا کے واسطے تقسیم نہیں ہو رہا ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس شخص کا یہ قول حضورؐ کی خدمت اقدس میں نقل کیا ۔ حضورؐ کا چہرہ مبارک غصہ سے سُرخ ہو گیا اور بجز اس کے اور کچھ نہ فرمایا کہ بھائی موسیٰؑ پر خدا رحمت فرمائے ان کو لوگوں نے اس سے زیادہ رنج دیا ۔ لیکن انہوں نے صبر کیا ۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ بردباری اور عفو کی بدولت صائم الدہر قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے ۔ اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اس کا نام جبر کرنے والوں کے دفتر میں لکھا جاتا ہے ۔ حالانکہ گھر والوں کے سوا اور کسی پر حکومت نہیں رکھتا ۔

ایک مرتبہ فاروق اعظمؓ ایک جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہوئے ۔ ایک شخص نے سبقت کر کے نماز جنازہ پڑھا دی ۔ جب میت کو دفن کر چکے ۔ تو اس شخص نے قبر پر ہاتھ رکھ کر یوں کہا ۔ بار خدایا ۔ اگر تو اس مُردے پر عذاب کرے تو سزاوار ہے یہ تیرا گنہگار ہوگا ۔ اگر رحمت کرے تو یہ تیری رحمت کا محتاج ہے ۔

اے مُردے اگر تو نہ کبھی امیر تھا ۔ نہ نقیب نہ مددگار ۔ نہ کاتب نہ تحصیلدار ۔ تو ٹھنڈا رہ ۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو تلاش کرو ۔ لوگوں کے تلاش کرنے پر کوئی پتہ نہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام تھے

اہل عقل ایماندار ۔ خدا ترس انسانوں کے لئے تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ حق تعالیٰ عمل کی توفیق دے آمین ۔

بچوں کا صفحہ

جناب حاجی کمال الدین

# رزق میں تنگی اور فراخی

پیارے بچو! آج کی صحبت میں آپ کو یہ بتانا ہے کہ رزق دینا فقط اللہ تعالٰے ہی کا کام ہے۔ چاہے جس کو جتنا دے۔ یہ صرف اللہ تعالٰی ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے کہ وہ جس پر چاہے فراخی فرمائے اور جس پر چاہے تنگی کرے۔ کیونکہ وُہی بندوں کے احوال سے واقف ہے۔ وہی انکی مصلحتوں کو جانتا ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالٰی شانہٗ اپنے بندوں کے احوال سے باخبر ہیں۔ جس کے لئے ثروت بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کو ثروت عطا فرماتے ہیں اور جس کے لئے تنگی مفید سمجھتے ہیں اس پر تنگی فرماتے ہیں۔ واقعی ٹھیک ہے کہ اگر اللہ تعالٰے اپنے سب بندوں کے لئے روزی میں وسعت کر دیتا تو وہ دُنیا میں شرارت اور فساد کرنے لگتے۔ لیکن حق تعالٰے شانہٗ جس کے لئے جتنا رزق مناسب سمجھتا ہے۔ اُتارتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کی مصالح سے باخبر اور ان کے احوال کو دیکھنے والا ہے۔ یہ قرین قیاس اور تجربہ کی بات ہے کہ سب پر وسعت کا ہونا دنیا میں سرکشی اور فساد کا سبب ہے کہ اگر حق تعالٰی شانہٗ اپنے لطف سے سب ہی کو مالدار بنا دیں تو پھر دنیا کا نظام چلنا مشکل ہو جائے کہ سب تو آقا بن جائیں مزدوری کون کرے۔ جوتی کون گانٹھے۔ کپڑے کون دھوئے۔ حجامت کون کرے۔ کپڑے کون سیئے۔ وغیرہ وغیرہ

حضرت ابن زیدؓ فرماتے ہیں کہ عرب میں جس سال پیداوار کی کثرت ہوتی۔ تو ایک دوسرے کو قید کرنا اور قتل کرنا شروع کر دیتے اور جب قحط پڑ جاتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔

حضرت علیؓ و دیگر اصحاب کرامؓ سے نقل کیا گیا کہ اصحابؓ صفہ نے دنیا کی تمنا کی تھی۔ جس پر آیتہ شریفہ ولو بسط اللہ الرزق نازل ہوئی۔ حضرت قتادہؓ اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ بہترین رزق وہ ہے جو نہ تجھ میں سرکشی پیدا کرے نہ اپنے اندر تجھے مشغول کرے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی اُمت پر جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے۔ وہ دُنیا کی چمک دمک ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا خیر (مال) بھی بُرائی کا سبب بن جاتا ہے۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

حضورؐ سے اللہ پاک کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے۔ وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے مقابلہ میں آتا ہے۔ میں دوستوں کی حمایت میں ایسا غصہ میں آتا ہوں۔ جیسا کہ غضبناک شیر اور کوئی بندہ میرے ساتھ تقرب ان چیزوں سے زیادہ کسی چیز سے حاصل نہیں کر سکتا جو میں نے ان پر فرض کی ہیں۔ یعنی حق تعالٰے نے جو چیزیں فرض کر دیں۔ انکی بجا آوری سے جتنا تقرب حاصل ہوتا ہے اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے بعد دُوسرے درجے میں نوافل کے ذریعہ سے تقرب حاصل ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے بندہ میرے ساتھ قرب حاصل کرتا رہتا ہے اور جتنا نوافل میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اتنا ہی قرب میں درجہ بڑھتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اُس کی آنکھ کان ہاتھ اور مددگار بن جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اسکی پکار کو قبول کرتا ہوں اور مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کا سوال پورا کرتا ہوں اور مجھے کسی چیز میں جس کے کرنے کا میں ارادہ کرتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا۔ جتنا اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے کہ وہ (کسی وجہ سے) موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اس کا جی بُرا کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن موت ضروری چیز ہے۔ میرے بعض بندے ایسے ہیں۔ کہ وہ کسی خاص قسم کی عبادت کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن میں اس لئے وہ قسم عبادت کی ان کو میسّر نہیں کرتا کہ اس سے ان میں عجب پیدا نہ ہو جائے۔ میرے بعض بندے ایسے ہیں جن کے ایمان کو ان کی تندرستی ہی درست رکھ سکتی ہے۔ اگر میں ان کو بیمار کر دوں تو ان کی حالت خراب ہو جائے اور بعض بندے ایسے ہیں۔ جن کے ایمان کو ان کی بیماری ہی درست رکھ سکتی ہے۔ اگر میں ان کو تندرستی دے دوں تو وہ بگڑ جائیں۔ میں اپنے بندوں کے حال کے موافق عمل درآمد کرتا ہوں اس لئے کہ میں ان کے دلوں کے احوال سے واقف ہوں اور باخبر ہوں۔

یہ حدیث شریف بڑی قابل غور ہے۔ اس کا تعلق تکوینی امُور سے ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کوئی غریب ہے تو اس کی امداد کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کوئی بیمار ہے تو اس کے علاج کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ ہوتا تو پھر صدقات کی سب روایات اور آیات بے معنی ہو جاتیں۔ دوا کرنے کا حکم جن روایات میں ہے۔ وہ بے محل ہوتیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ تکوینی طور پر یہ سلسلہ تو اسی طرح رہے گا۔ کوئی ماہر ڈاکٹر یا محکمہ حفظان صحت یہ چاہے کہ کوئی بیمار نہ ہو۔ تو یہ ناممکن۔ کوئی حکومت یہ کوشش کرے کہ کوئی غریب نہ رہے کبھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہم لوگ اپنی وسعت کے موافق انکی اعانت کے ہمدردی کے علاج کے امداد کے مامور ہیں اور جتنی کوئی شخص اس میں کوشش کریگا۔ اس کا اجر اور ثواب دنیا اور آخرت میں اس کو ملے گا۔ لیکن اپنی سعی کے باوجود کوئی بیمار اچھا نہیں ہوتا۔ اپنی کوشش کے باوجود کسی کی مالی حالت درست نہیں ہوتی۔ تو اس کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالٰے کے نزدیک اسی میں میرے لئے خیر ہے۔ اس سے پریشان ہونا اور گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اور چونکہ غیب کی خبر نہیں اور تکوینی چیزوں پر عمل کے ہم مامور نہیں۔ اس لئے اپنی کوشش علاج اعانت ہمدردی اور مدد کی زیادہ سے زیادہ رکھنی چاہیئے ٭

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۲۱/۱۶۳۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء




فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپا اور "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع کیا